اہلِ شریعت و طریقت اور دُنیادار طبقہ کی پہچان و شناخت پر
ایک نہایت جامع اور مفید رسالہ

كشف الكربة في وصف أهل الغربة
کا سلیس اُردو ترجمہ مسمّی بہ

اہلِ شریعت و طریقت کی پہچان

امام حافظ زین الدین ابو الفرج بن رجب حنبلی
(۷۳۶-۷۹۵ھ)

ترجمہ، تخریج و تحشیہ
علامہ مولانا مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی

ناشر
اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن
حیدرآباد، دکن

اہل شریعت وطریقت اور دنیادار طبقہ کی پہچان وشناخت پر
ایک نہایت جامع اور مفید رسالہ

كشف الكربه في وصف اهل الغربه

کا سلیس اردو ترجمہ مسمی بہ

اہل شریعت وطریقت

کی

پہچان

امام حافظ زین الدین

ابوالفرج بن رجب حنبلی

(۷۳۶-۷۹۵ھ)

ترجمہ وتخریج

علامہ مولانا مفتی

عبدالخبیر اشرفی مصباحی

ناشر

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن

حیدرآباد، دکن

بفیضِ روحانی شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، اشرف المرشدین

حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی

سلسلۂ اشاعت بزبان اردو: 28

...... نام کتاب : کشف الکربہ فی وصف اھل الغربہ

...... اردو نام : اہل شریعت وطریقت کی پہچان۔

...... تالیف : امام حافظ ابوالفرج بن رجب حنبلی (۷۳۶-۷۹۵ھ)

...... ترجمہ وتحقیق : علامہ مولانا مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی۔

...... تقریظ جلیل : حضرت علامہ مفتی آل مصطفی اشرفی مصباحی۔

...... باہتمام : محمد بشارت علی صدیقی اشرفی، جدہ-حجاز مقدس۔

...... برائے ایصال ثواب: جناب سید عبداللہ سید علی، سنکیری، کاروار، کرناٹک۔

...... بتعاون : جناب الطاف خان اشرفی، جدہ-حجاز مقدس۔

...... ناشر : اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد، دکن۔

...... پہلا ایڈیشن : ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء (عرس سرکار کلاں سید مختار اشرف جیلانی کچھوچھوی)

...... صفحات :48 }...... ہدیہ :

ملنے کے پتے

☆ ...... سُنّی پبلی کیشنز، دریا گنج، دہلی۔ 09867934085

☆ ...... اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد۔ 09502314649

☆ ...... مکتبہ انوار مصطفیٰ، مغلپورہ، حیدرآباد۔ 09966352740

☆ ...... مکتبہ نورالاسلام، شاہ علی بنڈہ، حیدرآباد۔ 09966387400

☆ ...... مکتبہ شیخ الاسلام، احمدآباد، گجرات۔ 09624221212

☆ ...... عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد۔ 09440068759

☆ ...... محدث اعظم مشن، محبوب نگر، تلنگانہ۔ 09848155170

انتساب

مشائخ سلسلہ اشرفیہ کی علمی اور روحانی عظمتوں کے نام
جو شریعت و طریقت کے حسین سنگم تھے

غوث العالم
مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی

ہم شبیہ غوث اعظم
سید علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی

سلطان الواعظین
سید احمد اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی

اشرف الاصفیا
سید مصطفی اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی

محدث اعظم
سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی

سرکار کلاں
سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی

اشرف الاولیا
سید مجتبی اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے- بعد حمدِ خدائے تعالیٰ، بے شمار درود و سلام شاہِ لولاک، رسول پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر، ان کے اہلِ بیت پر، ان کے محبوب اصحاب پر اور ائمہ شریعت وطریقت پر-

''اہل شریعت وطریقت کی پہچان'' امام حافظ زین الدین ابوالفرج بن رجب حنبلی (۷۳۶ - ۷۹۵ھ) کی مشہور تصنیف ''کشف الکربہ فی وصف اھل الغربہ'' کا پہلا سلیس اردو ترجمہ ہے-

امام ابن رجب حنبلی نے اس مختصر مگر جامع رسالے میں بہت ہی دلکش و علمی انداز میں اہل شریعت وطریقت اور ان کے اوصاف و پہچان کے بارے میں عمدہ بحث فرمائی ہے، نیز اسلام کے آغاز و انتہا اور اس کی اجنبیت،فتنوں کے مختلف ادوار پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی ہے- موجودہ دور میں اس کتاب کی اہمیت و افادیت کا اندازہ لگانا اہلِ علم و فہم کے لئے کچھ مشکل نہیں- اس اہم دینی و ایمانی ضرورت کے پیش نظر خلیفۂ حضرت شیخ الاسلام علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی مدظلہ العالی و قائد ملت حضرت علامہ سید محمود اشرف الاشرفی جیلانی مدظلہ العالی- علامہ مولانا مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی نے اس کتاب کو اردو زبان میں منتقل کیا اور اس میں وارد نصوص کی تخریج کی۔ امید ہے کہ مولانا کی یہ کاوش اہل علم سے خراج تحسین حاصل کرے گی اور مولانا اپنا یہ علمی سفر جاری رکھیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے ہمیشہ نوازتے رہے۔ آمین!

میں بے حد مشکور و ممنون ہوں خلیفۂ حضرت شیخ الاسلام علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی مدظلہ العالی - زین الفقہاء، شمس المحققین حضرت علامہ مفتی آل مصطفی اشرفی مصباحی مدظلہ العالی (استاذ و مفتی۔ جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی) کا جنہوں نے اس کتاب پر تقریظ لکھ کر کتاب کی علمی شان میں مزید اضافہ فرمادیا ہے۔

الحمد للہ تعالیٰ اس اردو ترجمہ کو تحقیق وتخریج کے ساتھ شائع کرنے کی سعادت "اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد، دکن" کے حصہ میں آرہی ہے، جواب تک تقریباً 27 مختلف نایاب اور مفید کُتب ورسائل شائع کرچکی ہے۔ یہ کتاب عرس سرکار کلاں-مخدوم المشائخ امام اہل سنت حضرت علامہ مفتی سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہم الرحمۃ والرضوان کے حسین موقع پرشائع ہوکرآپ کے ہاتھوں کی زینت بن رہی ہے۔

"اشرفیہ اسلامک فاونڈیشن" نے اپنے اشاعتی منصوبوں کے تحت حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھوی مدظلہ العالی کی موجودہ عمر مبارک کی نسبت سے اتنے ہی علمی وتحقیقی رسائل وکتب شائع کرنے کا عزم کرچکی ہے۔ اور الحمد للہ کئی نئے عنوانات پر بہت سی عربی کتب کواردو میں ترجمہ کرواچکی ہے، اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ جن کی رونمائی سے اہل محبت کی نگاہیں شادکام ہوتی رہیں گی۔ ان شاء اللہ عزوجل!

دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اس خدمت کوقبول فرمائے، ہرکام کو پائے تکمیل تک پہنچائے، ناشرین واراکین "اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن" کومزید دینی وعلمی خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اوراحباب اہل سنت کے لیے اس کتاب کونفع وفیض بخش بنائے!

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقیرغوثِ جیلاں وسمناں

محمد بشارت علی صدیقی اشرفی

جدہ شریف، حجاز مقدس۔

۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء

تقریظ جلیل

زین الفقہاء، شمس المحققین

حضرت علامہ مفتی آل مصطفی اشرفی مصباحی مدظلہ العالی

استاذ و مفتی۔ جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی

باسمہ تعالیٰ

زیر نظر رسالہ ''اہل شریعت وطریقت کی پہچان'' امام حافظ ابو الفرج ابن رجب حنبلی کی کتاب ''کشف الکربۃ فی وصف اھل الغربۃ'' کا اردو زبان میں سلیس وشگفتہ ترجمہ ہے۔ اہل علم کی تحقیقی کتابوں خصوصاً عصری تقاضے کے مطابق، تصوف سے متعلق کتابوں اوران کے ترجموں کی اشاعت ایک بڑا دینی کام ہے۔ اسی سے اپنے بھی مستفید ہوتے ہیں اور غیروں کو بھی اسلام اوراس کی صحیح وروشن تعلیمات کونظری وعملی دونوں اعتبار سے سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ اور پھر بتوفیق الٰہی اسلام کے دامن کرم سے وابستہ ہونے کا بھی .... محب گرامی مولانا مفتی عبدالخبیر صاحب اشرفی نے علامہ ابن رجب حنبلی کی کتاب کا اردو زبان میں ترجمہ کرکے عصری تقاضوں پر عمل کی کوشش کی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی اس سعی کو بارآور فرمائے۔

ترجمہ کا کام آسان نہیں ہے۔ ایک زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کے جو اصول وآداب ہیں، ان کی رعایت نہ صرف مشکل؛ بلکہ بسا اوقات بہت مشکل ہوجاتی ہے۔ ہر زبان کے اپنے تقاضے ہیں، ہر زبان کی اپنی تعبیرات ہیں، ہر زبان کی اپنی مصطلحات ہیں، ہر زبان کے اپنے حدود وقیود ہیں، جب اسے دوسری زبان بنادی جائے تو تعبیر واصطلاح اور حدود وقیود میں اب اس دوسری زبان کا پاس ولحاظ ضروری ہوجاتا ہے۔ ورنہ زمین، آسمان بن سکتی ہے اور جنت، جہنم .... مثال کے طور پر قرآن کریم کی صفت کے طور پر بیان ہوا ''وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ

اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ‘‘[سورۂ انعام:۶] اب اگر’رطب و یابس‘ کے کلمات کا ترجمہ اردو زبان میں ’’رطب و یابس‘‘ سے کیا جائے تو چونکہ اردو زبان میں یہ ایک محاورہ کے طور پر ہے، تو معاذ اللہ بات کفر تک پہنچ جائے گی-

اس لیے ترجمہ کے لیے مترجم کا متعلقہ دونوں زبانوں کی اصطلاح، تعبیر عرفی اور دیگر آداب کا لحاظ ازبس ضروری ہے- پھر یہ بھی کہ ایک زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرنے میں ترجمہ، ترجمہ ہی رہے ترجمانی میں تبدیل نہ ہو-

ترجمہ کے یہ وہ بنیادی آداب ہیں جن کی رعایت ترجمہ کو فن کی حیثیت عطا کرتی ہے اور اسے اوج کمال تک پہنچاتی ہے-

زیر نظر کتاب -اہل شریعت وطریقت کی پہچان- کے مطالعہ کے بعد یہ اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ محب مکرم مولانا مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی زیدہ مجدہ صدر المدرسین دار العلوم عربیہ اہل سنت منظر اسلام التفات گنج امبیڈکر نگر، بہت سی علمی وعملی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ترجمہ کے فن اور اس کے آداب سے بھی واقف ہیں-زبان وبیان میں سلاست ہے اور عربی ،اردو مصطلحات وتعبیرات پر انہیں معتدبہ قدرت حاصل ہے-تفنن طبع کے لیے مولانا موصوف کے ترجمہ کا ایک اقتباس نقل کرنا کئی جہت سے مناسب معلوم ہوتا ہے-

عارف باللہ حضرت احمد بن عاصم انطا کی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا ترجمہ کیا گیا ہے-اس میں ہم جیسوں کے لیے دل پذیر نصیحت ہے- لکھتے ہیں: ’’میں نے ایسا زمانہ پایا ہے جس میں اسلام اسی طرح اجنبی ہو گیا ہے جس طرح وہ اپنے آغاز میں اجنبی تھا-حق کو بیان کرنا اسی طرح عجیب وغریب ہو گیا ہے جس طرح شروع کے دنوں میں تھا-اگر تم اِس زمانے کے کسی عالم سے ملنے کی تمنا کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ وہ دنیا کی محبت میں گرفتار ہے، سرداری وتعظیم کو پسند کرتا ہے اور اگر تم کسی عابد سے ملنے کی تمنا کروگے تو تمہیں پتا چلے گا کہ وہ اپنی عبادت کے معاملے میں جاہل ہے، فریب خوردہ اور پچھاڑا ہوا ہے جسے ابلیس نے فریب میں مبتلا کر رکھا ہے-اس نے اسے عبادت کے اعلی مقام پر

تو پہنچا دیا ہے لیکن وہ عبادت کے ادنی مقام سے بھی نابلد ہے چہ جائے کہ اعلی مقام سے واقف ہو۔ یہ سب کمینے، بد خلق، احمق اور بے وقوف لوگ ہوں گے۔ یہ لوگ جھپٹنے والی مکھی، لالچی بھیڑیے شاطر لومڑی اور بھوکے سانپ کی مانند ہیں۔ یہ ہیں تمہارے زمانے کے ان نمایاں لوگوں کے اوصاف جو علم وقرآن کے حامل اور حکمت کے داعی ہیں۔''

اس سے پہلے بھی مولانا موصوف زید مجدہ نے کئی اہم کتابوں کے اردو میں ترجمہ کئے ہیں۔ مثلا: امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی ''التعظیم والمنۃ فی ان ابوی رسول اللہ ﷺ فی الجنۃ''، ڈاکٹر عبدہ یمانی کی ''علموا اولادکم محبۃ اھل بیت النبی ﷺ''، علی ظریف اعظمی عراقی کی ''الدر والیاقوت فی محاسن السکوت''، خصوصاً شیخ نور الحق پنڈوی المعروف بہ نور قطب عالم علیہ الرحمہ کی ''انیس الغربا''۔

انیس الغربا۔ فارسی زبان میں حضرت مخدوم شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کے نور نظر قطب الاقطاب حضرت نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ہے، جس کا شمار تصوف کے اہم علمی رسالوں میں ہوتا ہے۔ مولی تعالی مولانا موصوف کو مزید علمی ترقی عطا فرمائے اور ان کی اس خدمت کو مقبول عام وخاص اور مفید بنائے۔ آمین!

دعاگو

آل مصطفی مصباحی

خادم تدریس وافتاء دارالعلوم امجدیہ گھوسی مئو

۲۰ / جمادی الاولی ۱۴۳۷ھ

۲ / مارچ ۲۰۱۶ء

احوالِ مُصنّف

نام و نسب، کنیت و القابات: مُصنِّف کا پورا نام ابوالفرج عبدالرحمن بن احمد بن رجب بن حسن سلامی، بغدادی ثم دمشقی حنبلی ہے اور آپ ''ابن رجب حنبلی'' کے نام سے مشہور ہیں۔آپ اپنے وقت کے امام، مُحدِّث، حافظ الحدیث، فقیہ، اور واعظ تھے، آپ کا لقب زین الدین ہے۔

ولادت: آپ کی ولادت باسعادت ربیع الاوّل شریف کے مہینے میں بغداد معلیٰ میں ۷۳۶ ھ میں ہوئی۔

علمی زندگی: علامہ ابن رجب حنبلی ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد حضرت علامہ احمد بن رجب بغدادی اور آپ کے دادا حضرت رجب بن حسن فقہ کے زبردست عالم تھے۔

علامہ ابن رجب حنبلی نے ابتداً قرآن کریم حفظ کیا پھر مختلف قرأتوں کے ساتھ اپنے والد ماجد سے قرآن کریم کو پڑھا اور بچپن ہی میں احادیث کے سماع میں مشغول ہو گئے۔آپ نے اپنے وقت کے اکابر علماء سے علم فقہ، حدیث، لغت و تفسیر وغیرہ علوم سیکھنے کے لیے مختلف مقامات کے سفر کئے آپ نے اپنے والد صاحب کی معیّت میں حصولِ علم کے لیے مصر، بیت المقدس، نابلس اور شام وغیرہ کا سفر اختیار کیا، حضرت علامہ کو فنونِ حدیث میں اسماء الرجال، عللِ طرق اور احادیث کی معانی کی معرفت میں مہارتِ تامّہ حاصل تھی۔

شیوخ واساتذہ اکرام علیہم الرحمۃ: علامہ ابن رجب حنبلی علیہ الرحمۃ کے شیوخ واساتذہ کی تعداد پچاس سے بھی زائد ہے جن میں چند نام حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔فقیہ ابن نباش حنبلی علیہ الرحمۃ، علامہ ابن رجب حنبلی نے ان سے ان کی تصانیف کا کثیر حصہ سنا ہے اور ان کی وفات تک ان سے حصول علم میں مشغول رہے۔

۲۔حافظ جمال داؤد بن عطار (التوفی: ۷۵۲ھ)، علامہ ابن رجب حنبلی نے ان سے دمشق میں مکمل ''مسند امام احمد'' کا سماع کیا ہے۔(مسند امام احمد میں تقریباً ۲۷۶۸۸ روایات ہیں)۔

۳۔حافظ ابوالفتح محمد بن محمد میرومی (التوفی: ۷۵۴ھ)، یہ اہل مصر میں اپنے زمانے کے سب سے بڑے حافظ الحدیث تھے۔ان سے علامہ ابن رجب حنبلی نے احادیث کا سماع کیا۔

۴۔ حافظ ابوسعید خلیل علائی (المتوفی:۷۶۱ھ)، ان سے علامہ ابن رجب حنبلی نے بیت المقدس میں حدیث کا سماع کیا۔

۵۔ شیخ فقیہ ابن قاضی الجبل (المتوفی:۷۷۱ھ)، ان سے علامہ ابن رجب حنبلی نے فقہ وغیرہ علوم کی تحصیل کی۔ فقیہ ابن قاضی نے علامہ ابن رجب حنبلی کو اپنے حلقۂ درس میں اپنا نائب مقرر کیا تھا یہ تعلیمی حلقے جامع اُموی میں لگائے جاتے ہیں۔ آپ شیخ کی اجازت سے اس میں تعلیم وتدریس کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔

تلامذہ: علامہ ابن رجب حنبلی علیہ الرحمۃ سے علماء کی کثیر تعداد نے حصول علم کا شرف پایا جن میں سے چند کے نام حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) فقیہ علی البعلی ابن اللحام (المتوفی:۸۰۳ھ)۔ (۲) حافظ علی بن الحموی (المتوفی:۸۲۸ھ)۔

(۳) فقیہ احمد بن نصر اللہ حنبلی (المتوفی:۸۴۴ھ)۔ (۴) ابو العباس احمد بن ابو بکر بن سیف الدین (المتوفی:۸۴۴ھ)۔ (۵) محب الدین ابو الفضل احمد بن نصر اللہ بن احمد مفتی الدیار المصریہ (المتوفی:۸۴۴ھ)۔ (۶) قاضی القضاۃ شمس الدین محمد بن احمد بن سعید (المتوفی:۸۵۵ھ)۔

تصانیف وتالیفات:

آپ کی کتب ورسائل کی تعداد تقریباً ستّر ہے جن میں بعض کُتُب ضخیم ہیں اور بعض مختصر رسائل ہیں۔ ان کتب ورسائل میں سے چند کے نام حسبِ ذیل ہیں:

(۱) فتح الباری شرح صحیح بخاری★

(۲) شرح الترمذی۔ ۞ (۳) شرح علل الترمذی۔ ۞ (۴) جامع العلوم والحکم۔ ۞ (۵) لطائف المعارف فیما لمواسم العام من الوظائف۔ ۞ (۶) کتاب أھوال القبور۔ ۞ (۷) طبقات الحنابلۃ۔ ۞ (۸) الکشف والبیان علی النذر والایمان۔ ۞ (۹) القوائد الفقیھۃ۔ ۞ (۱۰) ورثۃ الأنبیاء شرح حدیث أبي الدرداء۔ ۞ (۱۱) شرح حدیث ما ذئبان جائعان۔ ۞ (۱۲) شرح حدیث لبیک اللھم لبیک۔ ۞ (۱۳) شرح حدیث عمار بن یاسر: اللھم بعلمک الغیب۔ ۞ (۱۴) شرح حدیث مثل الإسلام: ضرب اللہ مثلاً صراطاً مستقیماً۔ ۞ (۱۵) غایۃ النفع في شرح حدیث تمثیل المؤمن بخامۃ الزرع۔ ۞ (۱۶) الحکم الجدیرۃ بالإذاعۃ من قول النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت بین یدي الساعۃ۔ ۞ (۱۷) ذمّ المال والجاہ۔ [زیر ترجمہ] ۞ (۱۸) العلم النافع۔ [زیر ترجمہ] ۞ (۱۹) ذم قسوۃ القلب۔

[زیرترجمہ]۞(۲۰)ذم الخمر۔[زیرترجمہ]۞(۲۱)الذلوالإنکسار-[زیرترجمہ]
(۲۲)کشف الکربہ فی وصف اھل الغربہ۔(**جو آپ کے ھاتھوں میں ھے**)۔۞
(۲۳)جزء من کلام علی حدیث شداد بن أوس إذا کنز الناس الذھب و الفضة۔۞
(۲۴)البشارة العظمي للمؤمن بأن حظه من النار الحمى۔۞(۲۵)تسلية نفوس النساء والرجال عند فقد الأطفال۔[زیراشاعت]۞(۲۶) الفرق بين النصيحة و التعيير۔۞
(۲۷)جزء من الكلام على حديث يتبع الميت ثلاث۔۞(۲۸) صدقة السر وفضلها۔[زیرترجمہ]۞(۲۹)نزهة الأسماع في مسألة السماع-أحكام الغناء والمعازف۔۞
(۳۰) سيرة عبد الملک بن عمر بن عبد العزيز۔۞(۳۱)تفسير سورة النصر۔۞(۳۲) تفسير سورة الإخلاص۔۞(۳۳)مقدمة تشتمل على أن جميع الرسل كان دينهم الإسلام۔۞(۳۴)القول الصواب في تزويج أمهات أولاد الغياب۔۞(۳۵)رسالة في رؤية هلال ذي الحجة۔۞(۳۶)قاعدة في إخراج الزكاة على الفور۔۞(۳۷)الرد على من اتبع غير المذاهب الأربعة۔[زیرترجمہ]۞(۳۸)مختصر في معاملة الظالم السارق۔
۞(۳۹)أحكام الخواتيم۔۞(۴۰)شرح حديث إن أغبط أوليائي۔۞(۴۱)الكلام على قوله تعالى: إنما يخشى الله من عباده العلماء۔۞(۴۲)فضل علم السلف على علم الخلف۔[زیرترجمہ]۞(۴۳)التوحيد أو تحقيق كلمة الإخلاص۔[زیرترجمہ]
۞(۴۴)نور الاقتباس في مشكاة وصية النبي صلى الله عليه وسلم لابن عباس رضی اللہ عنهما۔۞
(۴۵)فضائل الشام۔۞(۴۶)استنشاق نسيم الأنس من نفحات رياض القدس۔[زیرترجمہ]۞(۴۷)اختيار الأولى في شرح حديث اختصام الملأ الأعلى۔۞
(۴۸)التخويف من النار والتعريف بحال أهل البوار (صفة النار والتحذير من دار البوار)
(۴۹)المحجة في سير الدلجة۔۞

وصال: آپ علیہ الرحمۃ کا وصال رجب المرجب ۷۹۵ھ میں دمشق میں ہوا۔

۞۞۞

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

مقدمة

بدأ الإسلام غريبا وسيعود غريبا

الحمد لله رب العالمين حمدًا كثيرًا طيبًا مباركًا فيه كما يحب ربنا ويرضى وكما ينبغي لكرم وجهه وعز جلاله، وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليمًا.

اللہ رب العالمین کی پاکیزہ، بابرکت وبے شمار حمد وتوصیف جیسی حمد وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے اور اس کی عزت وجاہ کے شایان شان ہے۔ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کی آل واصحاب پر درود وسلام ہو۔

اہل شریعت وطریقت کی پہچان امام مسلم وغیرہ کی روایتوں کی روشنی میں

امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بدأ الإسلام غريبًا وسيعود غريبًا كما بدأ، فطوبى للغرباء۔"

''اسلام کا آغاز اجنبی [دین] کی حیثیت سے ہوا تھا اور اسی طرح اجنبی ہو جائے گا جس طرح شروع ہوا تھا۔ پس اجنبیوں کے لیے خوش خبری ہے۔''(۱)

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو حدیث نقل کی ہے اس میں اتنا اضافہ ہے:

"قيل: يا رسول الله! ومن الغرباء؟ قال: النزاع من القبائل۔"

''عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اجنبی کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے قبائل کو چھوڑ

۱۔ مسلم الإیمان (145) ★ ابن ماجہ الفتن (3986) ★ أحمد (389/2).

دینے والے۔‘‘(۱)

امام ابوبکر آجری نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے اور ان کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"قیل: و من هم یا رسول الله؟ قال: الذین یصلحون إذا فسد الناس۔"

’’عرض کیا گیا: یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: ’’وہ لوگ جو لوگوں کے اندر بگاڑ آجانے کے بعد ان کی اصلاح کریں گے۔‘‘(۲)

ایک اور محدث نے اس کی تخریج کی ہے اور ان کے الفاظ یہ ہیں:

"قال: الذین یفرون بدینهم من الفتن۔"

’’فرمایا: وہ لوگ جو فتنوں سے اپنا دین ومذہب بچانے کے لیے بھاگتے پھریں گے۔‘‘

اہل شریعت وطریقت کی پہچان امام ترمذی وغیرہ کی روایتوں کی روشنی میں

امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"إن الدین بدأ غریبًا، و سیرجع غریبًا، فطوبی للغرباء الذین یصلحون ما أفسد الناس من سنتي۔"

’’دین اجنبی کی حیثیت سے شروع ہوا، پھر اجنبی ہو جائے گا، تو ایسے اجنبیوں کے لیے خوش خبری ہے جو میری سنت میں لوگوں نے جو بگاڑ کیا ہوگا اس کی اصلاح کریں گے۔‘‘(۳)

طبرانی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جو روایت ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

"قیل: و من هم یا رسول الله؟ قال: الذین یصلحون حین فساد الناس۔"

’’عرض کیا گیا: یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ’’جو لوگوں کے بگاڑ

۱۔ابن ماجه، الفتن (3988) ★ أحمد (398/1) ★ الدارمي، الرقاق (2755).

۲۔أحمد (74/4) ★ أخرجه أبو بكر الآجري، رقم: 1.

۳۔الترمذي (2631) ★ مسلم، الإيمان (145) ★ ابن ماجه، الفتن (3986) ★ أحمد (389/2)۔

کے وقت ان کی اصلاح کریں گے۔‘‘(۱)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی ایک روایت مروی ہے-(۲)

امام احمد سے حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہی حدیث مروی ہے۔ان کے الفاظ ہیں:

"فطوبى يومئذ للغرباء إذا فسد الناس۔"

’’اس دن اجنبیوں کے لیے خوش خبری ہے جب کہ لوگ بگڑ جائیں گے۔‘‘(۳)

قرب قیامت اہل شریعت وطریقت کی تعداد کتنی ہوگی؟

امام احمد وطبرانی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"طوبى للغرباء، قلنا: ومن الغرباء؟ قال: قوم قليل في ناس سوء كثير، من يعصيهم أكثر ممن يطيعهم۔"

’’اجنبیوں کے لیے خوش خبری ہے- ہم نے پوچھا: اجنبی کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ’’جب لوگوں کے اندر بہت زیادہ برائیاں ہوں گی ان میں وہ تھوڑے سے لوگ ہوں گے- ان کی نافرمانی کرنے والوں کی تعداد ان کی پیروی کرنے والوں کی تعداد سے زیادہ ہوگی۔‘‘(۴)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث کے سلسلے میں مرفوعاً وموقوفاً مروی ہے:

"قيل: ومن الغرباء؟ قال: الفرارون بدينهم يبعثهم الله تعالى مع عيسى ابن مريم عليه السلام۔"

’’عرض کیا گیا: اجنبی کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا: ’’جو اپنے دین کو لے کر بھاگ نکلیں گے۔

---

[۱] ۔قال الهيثمي في المجمع (278/7): رواه الطبراني في الأوسط.

[۲] ۔قال الهيثمي في المجمع (278/7): رواه الطبراني في الثلاثة من حديث سهل بن سعد.

[۳] ۔أحمد (1604)★أبو يعلى (756).

[۴] ۔أحمد (6661)، (7094)★ قال الهيثمي في المجمع (278/7): رواه أحمد والطبراني في (الأوسط).

اللہ تعالی انہیں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ اٹھائے گا۔''(۱)

اسلام اور اہل اسلام کے ابتدائی حالات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد:

"بدأ الإسلام غريبًا۔"

''اسلام اجنبیت کی حالت میں شروع ہوا تھا۔''(۲)

کا مقصد یہ ہے کہ لوگ آپ کی بعثت سے پہلے عام گمراہی میں مبتلا تھے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عیاض بن حمار والی حدیث میں فرمایا ہے، جسے مسلم نے نقل کیا ہے:

"إن الله نظر إلى أهل الأرض فمقتهم, عربهم وعجمهم إلا بقايا من أهل الكتاب۔"

''اللہ نے اہل زمین کی طرف دیکھا تو اہل کتاب کے بچے ہوئے لوگوں کے علاوہ سب سے نفرت کی، عرب سے بھی عجم سے بھی-(۳)

تحول الإسلام من ضعف إلى قوة

اسلام کا بڑھتا ہوا قدم

چنانچہ جب اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور انہوں نے اسلام کی دعوت پیش کی تو آغاز میں ہر قبیلہ میں سے ایک دو کے علاوہ کسی نے قبول نہیں کیا- اور جو آپ کی دعوت قبول کر لیتا اسے اپنے رشتہ داروں اور قبیلے کے لوگوں سے خطرہ لاحق رہتا تھا، اسے سخت سے سخت اذیتیں دی جاتی تھیں، اور وہ شخص اللہ کی راہ میں ان اذیتوں کو برداشت کرتا تھا- اس زمانے میں مسلمان کمزور، پوری طرح بکھرے ہوئے اور پریشان حال تھے- اپنے دین کو بچانے کے لیے آس پاس کے ملکوں کی طرف بھاگتے پھرتے تھے- جیسا کہ دو بار ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی- ان میں ایسے لوگ بھی تھے جنھیں اللہ کی راہ میں تکلیفیں دی گئیں اور

۱۔أخرجه أحمد في الزهد، ص:77★الآجري في الغرباء، رقم:37.

۲۔مسلم، الإيمان (145)★ابن ماجه، الفتن (3986)★أحمد (389/2).

۳۔مسلم، الجنة وصفة نعيمها وأهلها (2865)★أحمد (162/4).

ایسے بھی تھے جنھیں شہید کر دیا گیا- غرض یہ کہ اس وقت اسلام میں داخل ہونے والے لوگ اجنبی تھے-

اسلام اور اہل اسلام کا سنہرا دور

ہجرت مدینہ کے بعد اسلام غالب آنے لگا، اسے قوت ملی اور اہل اسلام پوری طرح غالب آ گئے اور اس کے بعد لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہونے لگے- اللہ نے ان کے لیے اپنا دین اور ان پر اپنی نعمت کی تکمیل کر دی- پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو مسلمان اسی غلبے کی حالت میں تھے، اپنے دین پر استقامت کے ساتھ ثابت قدم تھے، ایک دوسرے سے باہم جڑے ہوئے اور ایک دوسرے کے مددگار تھے- حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے تک مسلمانوں کا یہی حال تھا-

فتنتا الشبهات والشهوات

اہل شریعت و طریقت میں فتنۂ شبہات و شہوات کی دراندازی

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بعد شیطان نے مسلمانوں کے خلاف اپنی چالیں چلنی شروع کیں-

انہیں فتنۂ شبہات اور فتنۂ شہوات میں مبتلا کر دیا- اور یہ دونوں فتنے روز بروز بڑھتے ہی جا رہے ہیں اور شیطان کی چال مزید مستحکم ہوتی جا رہی ہے- اب نوبت یہ تھی کہ خلقِ کثیر اس کی پیرو کار ہو گئی ہے- کچھ لوگوں نے فتنۂ شبہات میں مبتلا ہو کر اس کی پیروی کر لی ہے تو کچھ نے فتنۂ شہوات میں مبتلا ہو کر اس کی اتباع کر لی ہے، اور کچھ تو ایسے بھی ہیں جنہوں نے دونوں ہی فتنے قبول کر لیے ہیں- ان تمام فتنوں کے واقع ہونے کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی دے دی تھی-

انتشار امت کا اصل سبب فتنۂ شکوک و شبہات ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ آپ کی امت ستّر سے زیادہ فرقوں میں بٹ جائے گی- [روایات میں اس پر اختلاف ہے کہ ستّر سے زیادہ کتنے فرقے ہوں گے-] اور ایک فرقے

کے سوا، تمام فرقے جہنم میں جائیں گے- اور یہ واحد فرقہ وہ ہوگا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے پر عامل ہوگا-

آپسی لڑائی و خانہ جنگی کا اصل سبب فتنۂ دولت و شہوات ہے

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

"كيف أنتم إذا فتحت عليكم خزائن فارس والروم. أي قوم أنتم؟ قال عبد الرحمن بن عوف: نقول كما أمرنا الله. قال: أو غير ذلك؟ تتنافسون ثم تتحاسدون ثم تتدابرون۔"

''تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا، جب ایران و روم کے خزانے تم پر کھول دیے جائیں گے؟ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''ہم ویسے ہی ہوں گے جیسا ہونے کا آپ نے ہمیں حکم دیا ہے۔'' فرمایا: یا کچھ اور ہو جاؤ گے؟ تم ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے لگو گے، پھر ایک دوسرے سے حسد کرنے لگو گے، پھر ایک دوسرے کی کاٹ کرنے لگو گے۔''(۱)

صحیح بخاری میں حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"والله ما الفقر أخشى عليكم ولكن أخشى أن تبسط عليكم الدنيا كما بسطت على من كان قبلكم فتنافسوها كما تنافسوها فتهلككم كما أهلكتهم۔"

''اللہ کی قسم مجھے تمہارے سلسلے میں جس بات کا خوف ہے، وہ فقر و فاقہ نہیں ہے، بلکہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ دنیا تمہارے اوپر اسی طرح چھا جائے گی جس طرح تم سے پہلی قوموں کے اوپر حاوی ہوگئی تھی- اس کی وجہ سے تم آپس میں ایک دوسرے سے مقابلہ آرائی کرنے لگو گے، پھر

۱۔البخاري، الجزية (2988) ★ مسلم ،الزهد والرقائق (2961) ★ الترمذي، صفة القيامة والرقائق والورع (2462) ★ابن ماجه،الفتن (3997) ★أحمد (137/4).

یہ دنیا تمھیں اس طرح ہلاک کر دے گی جس طرح پہلی قوموں کو ہلاک کر چکی ہے۔'' (۱)

بخاری و مسلم میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے اسی مفہوم کی ایک اور روایت ہے۔

جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے کسریٰ کے خزانے کھولے گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا: ''یہ خزانے کسی قوم پر نہیں کھولے گئے مگر اللہ نے ان کی جنگ کا رخ خود ان کے اندر ہی موڑ دیا۔ یعنی وہ آپس میں ہی لڑنے مرنے لگے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت کے سلسلے میں یہی دو خدشات لاحق تھے، جیسا کہ مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"إنما أخشى عليكم الشهوات التي في بطونكم وفروجكم ومضلات الفتن۔"

''مجھے تمھارے سلسلے میں فتنۂ شہوات [جنسی انارکی] کا ڈر ہے جو تمھارے پیٹوں اور تمھاری شرم گاہوں میں موجود ہے اور دوسرے گمراہ کن فتنوں کا ڈر ہے۔(۲) [ومضلات الفتن(۳)]

---

[۱]۔البخاري: الجزية (2988) ★ مسلم: الزهد والرقائق (2961) ★ الترمذي: صفة القيامة والرقائق والورع (2462) ★ ابن ماجه: الفتن (3997) ★ أحمد (137/4).

[۲]۔أحمد (420/4).

[۳]۔أحمد (19793، 19794)، (19809).

گمراہ کن فتنوں سے مراد ایسے فتنے ہیں جن کی وجہ سے انسان جادۂ حق سے ہٹ جاتا ہے، راہ رست سے بہک جاتا ہے۔ یہ فتنے شعلہ بار مقررین، نادان مبلغین اور نااہل علمائے دین کے فتنے ہیں جو اپنی چرب زبانی، طلاقت لسانی اور منطقی دلیلوں سے حق میں ناحق کی امیزش کرتے ہیں، بلاتحقیق و تدقیق غیر دین کو دین بنا کر پیش کرتے ہیں۔ یہ فتنے امراض جسمانی و تنگی رزق کے فتنے ہیں جن کی وجہ سے انسان کا اعتماد کمزور اور ایقان واذعان متزلزل ہو جاتا ہے اور وہ صبر نہ کر کے تنگی قلب کا شکار ہو کر اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر سے ناراض ہو جاتا ہے۔ یہ فتنے دولت و ثروت اور اہل و عیال کے فتنے ہیں جن کی وجہ سے انسان سرور میں ڈوب کر غرور میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ شکر خداوندی کی بجائے خرافات میں الجھ کر اپنا دین و مذہب پس پشت ڈال دیتا ہے۔ یہ فتنے وہ ہیں جو مسلمان کو توبہ سے غافل اور کافر کو ایمان سے دور رکھتے ہیں۔ متعدد حدیثوں میں اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امہات المومنین اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ان گمراہ کن فتنوں سے پناہ مانگنے کی دعا تلقین فرمائی ہے۔

شکوک وشبہات اور دولت وشہوت کا وبال

چنانچہ جب اکثر لوگ ان دونوں فتنوں میں مبتلا ہو گئے تو صدیوں تک ایک دوسرے سے محبت کرنے والے، باہم میل جول اور بھائی بھائی بن کر رہنے کے باوجود ایک دوسرے سے کٹ گئے، ایک دوسرے پر غضب ناک ہونے لگے- فتنۂ شہوات اللہ کی مخلوق پر غالب آیا تو وہ دنیا اور اس کی رنگینی وخوش نمائی کے فتنے کی زد میں آ گئے اور یہی دنیا ان کا منتہائے مقصود بن گئی- اب اسی کی طلب ان کے اندر ہے، اسی کے لیے وہ باہم دوستی کرتے ہیں، اسی کی بنیاد پر دشمنیاں کرتے ہیں، اسی کی وجہ سے قطع رحمی کرتے ہیں، اپنے رشتہ داروں کا خون بہاتے ہیں اور اسی کی وجہ سے اللہ کی معصیت کا ارتکاب کرتے ہیں۔

شبہات وخواہشات کے نتائج

رہا فتنۂ شبہات اور گمراہ کن خواہشات کا فتنہ تو اس کا سبب اہل قبلہ کا باہم متفرق ہو جانا ہے- وہ گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگے- آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے، فرقہ بندیاں ہونے لگیں اور الگ الگ جتھے بندیاں ہونے لگیں، حالانکہ اس سے پہلے وہ اس طرح آپس میں بھائی بھائی تھے کہ دو قالب ایک جان معلوم ہوتے تھے- اس تفرقے سے صرف ایک فرقہ، ''فرقہ ناجیہ'' ہی محفوظ رہ سکا ہے- فرقہ ناجیہ وہ ہے جس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث میں آیا ہے:

"لا تزال طائفة من أُمتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتى يأتي أمر الله وهم على ذلك۔"

''میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق کا مددگار رہے گا- جو لوگ اس گروہ کو رسوا کرنے کی کوشش کریں گے وہ اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور نہ ہی اس گروہ کی مخالفت کرنے والے اسے کوئی نقصان پہنچا سکیں گے- اسی حال میں قیامت آ جائے گی اور یہ گروہ اسی روش پر قائم رہے

گا۔‘‘(۱)

حق کے مددگار کون لوگ ہیں

یہ گروہ آخری زمانے کے ان اجنبیوں کا ہوگا جن کا ذکر احادیث میں اس طرح آیا ہے:

"الذین یُصلحون إذا فسد الناس۔"

’’جو لوگوں میں فساد اور بگاڑ پیدا ہوجانے کے وقت ان کی اصلاح کریں گے۔‘‘(۲)

اور

"الذین یُصلحون ما أفسد الناس من السنة۔"

’’لوگوں نے سنت میں جو بگاڑ پیدا کردیا ہوگا وہ اس کی اصلاح کریں گے۔‘‘(۳)

اور

"الذین یفرون بدینهم من الفتن۔"

’’یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لیے بھاگے پھریں گے۔‘‘

اور

"النزاع من القبائل۔"

’’وہ لوگ اپنے قبیلوں کو چھوڑ دینے والے ہوں گے۔‘‘(۴)

کیوں کہ ان کی تعداد کم ہوگی، یہاں تک کہ ہر قبیلے میں ان کی تعداد ایک یا دو سے زیادہ نہ ہوگی اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض قبائل میں ایک بھی شخص نہ ہو جیسا کہ آغاز اسلام میں، جب لوگوں نے اسلام قبول کرنا شروع کیا تھا تو یہی حال تھا- ائمہ کرام نے حدیث کی یہی تشریح کی ہے-

---

۱۔مسلم، الإمارة (1920) ★الترمذي، الفتن (2229) ★أبو داود، الفتن والملاحم (4252) ★ابن ماجه، الفتن (3952) ★أحمد (279/5).

أخرجه البخاري (71) ★مسلم (1037)، من حديث معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنهما.

۲۔أحمد (74/4)

۳۔الترمذي، الإيمان (2630).

۴۔ابن ماجه، الفتن (3988) ★أحمد (398/1) ★الدارمي، الرقاق (2755).

الإسلام لا يذهب ولكن يذهب أهل السنة

اسلام باقی رہے گا، اہل سنت ختم ہو جائیں گے

امام اوزاعی علیہ الرحمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد:

"بدأ الإسلام غريبا وسيعود غريبا كما بدأ۔"

'اسلام کا آغاز اجنبی [دین] کی حیثیت سے ہوا تھا اور اسی طرح اجنبی ہو جائے گا جس طرح شروع ہوا تھا۔'(۱) کی تشریح میں فرماتے ہیں: اسلام تو ختم نہیں ہو گا لیکن اہل سنت ختم ہو جائیں گے یہاں تک کہ ایک شہر یا ملک میں ایک آدمی سے زیادہ نہ ہو گا۔

اہل سنت کی پہچان

یہی وجہ ہے کہ اسلاف کے کام میں بہت کثرت سے سنت کی مدح سرائی کی گئی ہے اور اسے وصف اجنبیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اہل سنت کو گروہ قلیل سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ اپنے ساتھیوں سے کہا کرتے تھے:

''اے سنت پر عمل کرنے والو! آپس میں رفق و محبت کے ساتھ رہو — اللہ تم پر رحم کرے — اس لیے کہ تمہاری تعداد لوگوں میں سب سے کم ہے۔''

حضرت یونس بن عبید علیہ الرحمہ کہتے ہیں:

سنت سے زیادہ اجنبی کوئی چیز نہیں اور اس سے زیادہ اجنبی وہ شخص ہے جس نے اسے پہچان لیا۔

ان ہی کا ایک قول یہ بھی ہے کہ: کسی شخص نے جب سنت کو پہچان لیا، اسے اجنبیت کی حالت میں پہچانا اور اس سے زیادہ اجنبی اس سنت کو پہچاننے والا ہے۔

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اہل سنت کی وصیت قبول کرو کیوں کہ یہی لوگ غرباء [اجنبی] ہیں۔

۱۔مسلم، الإيمان (145) ★ ابن ماجه، الفتن (3986) ★ أحمد (389/2).

سنت اور اہل سنت کا تعارف

ان ائمہ کی مراد سنت سے نبی کریم ﷺ کا وہ طریقہ ہے جس پر آپ عمل پیرا رہے اور آپ کے صحابہ عمل پیرا رہے اور جو شبہات اور شہوات کے فتنوں سے پاک ہے- یہی وجہ ہے کہ حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

’’اہل سنت وہ ہے جسے یہ معلوم ہو کہ اس کے پیٹ میں کون سی چیز حلال داخل ہو رہی ہے۔‘‘ اس لیے کہ اکلِ حلال اس سنت نبوی کے عظیم ترین خصائل کا حصہ ہے جس پر آپ اور آپ کے صحابہ قائم تھے۔‘‘

پھر بعد کے بیشتر علمائے حدیث (محدثین) وغیرہ کے ہاں یہ معروف ہو گیا کہ سنت سے مراد ایسا طریقہ ہے جو عقیدے میں شبہات بالخصوص اللہ پر ایمان، فرشتوں، آسمانی کتابوں، رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان میں شبہات سے پاک ہو، یوں ہی مسائل قضا وقدر اور فضائل صحابہ میں شبہات سے پاک ہو- اس کے لیے سنت کے نام سے متأخرین نے ایک علم ترتیب دیا کیوں کہ اس کا مرتبہ بہت بڑا ہے اور اس میں اختلاف کرنے والا ہلاکت کے دہانے پر ہے-

السنة الكاملة هي الطريق السالمة من الشبهات والشهوات

فتنۂ شبہات وشہوات سے نجات سنت کاملہ پر عمل کرنے میں ہے

اہل شریعت کی خاص پہچان

جہاں تک سنتِ کاملہ کا تعلق ہے تو یہ وہ طریقہ ہے جو شبہات اور شہوات کے فتنوں سے محفوظ ہے- حضرت حسن بصری، حضرت یونس بن عبید، حضرت سفیان ثوری، اور حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ سے یہی ماثور ہے- اسی لیے آخری زمانے کے اہل سنت کو اجنبیت کے لقب سے متصف کیا گیا ہے کیوں کہ ان کی تعداد اس وقت کم ہوگی اور وہ اجنبیت کی حالت میں ہوں گے- چنانچہ بعض روایات میں، جیسا کے اوپر گزر چکا ہے، غرباء [اجنبیوں] کی تشریح اس طرح کی گئی ہے:

"قوم صالحون قليل في قوم سوء كثير، من يعصيهم أكثر ممن يطيعهم"

''نیک لوگ جن کی تعداد بے شمار برائیوں کی حامل قوم کے اندر معمولی ہوگی۔''(۱)، ''جن کی نافرمانی کرنے والے ان کی پیروی کرنے والوں سے زیادہ ہوں گے-''

اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ ان کی تعداد کم ہوگی اور ان کی بات سننے اور ماننے والے بھی کم ہوں گے- دوسری طرف ان کے مخالفین بہت زیادہ ہوں گے- ان کی بات نہ ماننے والے بھی بہت زیادہ ہوں گے-

چنانچہ متعدد احادیث میں آخری زمانے میں اپنے دین سے چمٹے رہنے کو سراہا گیا ہے اور اسے ہتھیلی پر انگارہ رکھنے والے کے مشابہ قرار دیا گیا ہے- اس زمانے میں سنت پر عمل کرنے والے کا اجر گزشتہ لوگوں کی بنسبت پچاس گنا زیادہ ہوگا، کیوں کہ انھیں خیر کے کام میں اپنا کوئی حامی ومددگار نہیں ملے گا-(۲)

ان غرباء [اہل شریعت واجنبیوں] کی دو قسمیں ہیں:

۞-۱) جو لوگوں کے اندر آنے والے بگاڑ کے وقت خود اپنی اصلاح کی فکر کریں گے-

۞-۲) جو لوگوں کے بگاڑ کی اصلاح کریں گے- اور یہی قسم اعلی وافضل ہے-

طبرانی وغیرہ نے درج ذیل حدیث ایک ایسی سند کے واسطے سے نقل کی جو محل نظر ہے:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

۱۔أحمد (222/2).

اس حدیث کے سولہ سے زائد شواہد ہیں، ان شواہد حدیثوں میں اجنبیوں کے جن اوصاف کا ذکر ہے ان میں یہ سے چند یہ ہیں: [۱] بروں کے درمیان اچھے ہوں گے۔ [۲] ان کی بات نہ ماننے والوں کی تعداد زیادہ ہوگی۔ [۳] ان کی اطاعت کرنے والوں کی تعداد کم ہوگی۔ [۴] ان میں سے کسی کے انتقال کے بعد ان کی ضرورت کا احساس باقی رہے گا۔ [۵] ان سے بغض رکھنے والوں کی تعداد زیادہ ہوگی۔ [۶] ان سے محبت کرنے والوں کی تعداد کم ہوگی۔ [۷] یہ فقراء ہوں گے۔ [۸] اپنے دین ومذہب کی خاطر اپنے وطن سے دور ہوں گے۔ [۹] بروز حشر ان کی نورانیت سورج سے زیادہ روشن ہوگی۔ [۱۰] اللہ کے نزدیک ان کی قدر ومنزلت بہت زیادہ ہوگی- غیرہ-

۲۔أخرج أبو داود (4341)★الترمذي (3060)★ابن ماجه (4014)★وابن حبان (1850)۔

"إن لكل شيء إقبالا و إدبارا، و إن من إقبال هذا الدين ما كنتم عليه من العمو الجهالة وما بعثني الله به، و إن من إقبال هذا الدين أن تفقه القبيلة بأسرها حتى لا يوجد فيها إلا الفاسق و الفاسقان فهما مقهوران ذليلان، إن تكلما قُمِعَا و قُهِرَا و اضطُهدا، و إن من إدبار هذا الدين أن تجفو القبيلة بأسرها حتى لا يُرى فيها إلا الفقيه و الفقيهان فهما مقهوران ذليلان، إن تكلما فأمرا بالمعروف و نهيا عن المنكر قُمعا و اضطُهدا، فهما مقهوران ذليلان لا يجدان على ذلك أعوانا و لا أنصارا۔"

''ہر چیز کو عروج و زوال ہوتا ہے- اس دین کا اقبال یہ ہے کہ تم جہالت و تاریکی میں پڑے ہوئے تھے کہ مجھے مبعوث کیا گیا- اور اس اس دین کا اقبال یہ بھی ہے کہ ایک پورے قبیلے کو دین کا تفقہ حاصل ہو جائے یہاں تک کہ اس میں ایک دو فاسق سے زیادہ نہ باقی بچیں اور وہ بھی ذلیل و خوار ہو کر رہیں- اگر وہ بولیں تو ذلیل و خوار ہوں- اور اس دین کا زوال و ادبار یہ ہے کہ پورا کا پورا قبیلہ دین سے بے رخی برتنے لگے اور اس کے اندر ایک دو سے زیادہ لوگ اسلام کی سمجھ رکھنے والے نہ ہوں اور ان کی حیثیت بھی ایسی ہو کہ وہ قبیلے میں ذلیل و خوار سمجھے جاتے ہوں- وہ اگر بات کریں تو بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور اس کے نتیجے میں انھیں ذلت و خواری نصیب ہو، اور اپنی ہی قوم کے یہ دونوں مقہور و رسوا افراد اپنا کوئی مددگار و حامی نہ پائیں۔''(۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں مومن عالمِ سنت، فقیہ فی الدین کی یہ صفت بیان کیا ہے کہ آخری زمانے میں جب فساد پھیل جائے گا تو یہ عالمِ سنت مقہور و رسوا سمجھا جائے گا- اسے اپنا کوئی حامی و مددگار بھی نہیں ملے گا-

طبرانی نے ایک دوسری ضعیف سند کے واسطے سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت نقل کی ہے جس میں قیامت کی نشانیوں کا ذکر فرمایا ہے:

"و إن من أشراطها أن يكون المؤمن في القبيلة أذل من النقد"

''اور قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اپنے ہی قبیلے میں مومن شخص بکری کے بچوں

۱۔ قال الهيثمي في المجمع (262/7): »رواه الطبراني و فيه علي بن يزيد و هو متروك«.

سے بھی زیادہ ذلیل وخوار سمجھا جائے گا۔“

مسند احمد میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے احباب میں سے ایک شخص سے فرمایا:

"یُوشک إن طالت بک الحیاۃ أن تری الرجل قد قرأ القرآن علی لسان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فأعادہ وأبدأہ وأحل حلالہ وحرم حرامہ ونزل عند منازلہ لا یحور فیکم إلا کما یحور رأس الحمار المیت۔"

اگر تیری زندگی طویل ہو، تو ہوسکتا ہے اس وقت تو ایک آدمی کو دیکھے گا کہ اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان میں قرآن پڑھا ہوگا، پھر اس کا اعادہ کیا ہوگا، اسے ظاہر و بیان کیا ہوگا، اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام رکھا ہوگا۔ ایسا شخص تمہارے درمیان مرے ہوئے گدھے کے سر کی طرح ذلیل ورسوا کیا جائے گا۔“(۱)

اسی طرح کا قول حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی ہے:

"یأتي علی الناس زمان یکون المؤمن فیہ أذل من الأمۃ۔"

”لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جب مومن امت کا ذلیل ترین شخص قرار پائے گا۔“

مومن کی یہ ذلت و رسوائی اہل فساد و بگاڑ اور اہل شبہات وشہوات کے درمیان اس کی اجنبیت کی وجہ سے ہوگی۔ چنانچہ ہر کوئی اس سے نفرت کرے گا اور اسے تکلیف دے گا کیوں کہ وہ ان کی غلطیاں ان پر واضح کرے گا اور اس کا طریقہ ان کے طریقے سے اور اس کا مقصد ومطمح نظر ان کے مقصد ومطمح نظر سے مختلف ہوگا۔

اہل طریقت کی خاص پہچان

جب حضرت داؤد الطائی علیہ الرحمہ کا انتقال ہوا تو ابن المسک نے فرمایا:

"إن داود نظر بقلبہ إلی ما بین یدیہ فأعشی بقلبہ بصر العیون فکأنہ لم ینظر إلی ما أنتم إلیہ تنظرون وکأنکم لا تنظرون إلی ما إلیہ ینظر، فأنتم منہ تعجبون، وھو منکم یعجب،

۱۔ المسند احمد (4/125، 126).

استو حش منكم، إنه كان حيًّا وسط موتی۔"

''داؤد اپنے دل کی نظر سے اپنی آگے کی بات بھی دیکھ لیا کرتے تھے-انھوں نے آنکھوں کی بصارت کو اپنے قلب کے تابع کر لیا تھا-گو یا وہ اس کو نہیں دیکھتے تھے جس کو تم دیکھتے ہو اور نہ ہی تم اس چیز کو دیکھ پاتے تھے جس کو وہ دیکھ رہے ہوتے تھے-تمہیں ان پر تعجب ہوتا تھا اور انہیں تم پر-وہ تم سے وحشت کھاتے تھے-وہ مُردوں کے درمیان ایک زندہ شخص تھے-''

ان میں کچھ ایسے لوگ تھے جن سے ان کے اہلِ خانہ، آل واولاد نفرت کرتے تھے کیوں کہ ان کی حالت انہیں ناپسند تھی-حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے ایک بار اپنی بیوی کو یہ کہتے ہوئے سنا:

"أراحنا الله منک. قال: آمین۔"

اللہ ہمیں آپ سے راحت دے-'' تو آپ نے فرمایا: ''آمین-''

قدیم زمانے میں اسلاف کسی مومن شخص کا ذکر اجنبیت کی صفت کے ساتھ کیا کرتے تھے، جیسا کہ حضرت حسن بصری، حضرت اوزاعی، اور حضرت سفیان علیہم الرحمان وغیرہ سے بھی اس طرح کی بات منقول ہے-

موجودہ دور کے اہل شریعت وطریقت کا حال

احمد بن عاصم انطا کی علیہ الرحمہ ابوسلمان دارانی علیہ الرحمہ کے زمانے کے بڑے عارفوں میں سے تھے، وہ کہتے تھے کہ:

"إني أدركت من الأزمنة زمانا عاد فيه الإسلام غريبا كما بدأ، وعاد وصفُ الحق فيه غريبا كما بدأ، إن ترغب فيه إلى عالم وجدته مفتونا بحب الدنيا، يُحب التعظيم والرئاسة، وإن ترغب فيه إلى عابد وجدته جاهلا في عبادته مخدوعا صريعا غدره إبليس، وقد صعد به إلى أعلى درجة من العبادة وهو جاهل بأدناها فكيف له بأعلاها؟ وسائر ذلک من الرعاع، همج عوج وذئاب مختلسة، وسباع ضارية وثعالب ضوار، هذا وصف عيون أهل زمانک من حملة العلم والقرآن ودعاة الحكمة۔"

میں نے ایسا زمانہ پایا ہے جس میں اسلام اسی طرح اجنبی ہو گیا ہے جس طرح وہ اپنے آغاز میں اجنبی تھا- حق کو بیان کرنا اسی طرح عجیب وغریب ہو گیا ہے جس طرح شروع کے دنوں میں تھا- اگر تم اِس زمانے کے کسی عالم سے ملنے کی تمنا کرو تو تمہیں معلوم ہو گا کہ وہ دنیا کی محبت میں گرفتار ہے، سرداری و تعظیم کو پسند کرتا ہے اور اگر تم کسی عابد سے ملنے کی تمنا کرو گے تو تمہیں پتا چلے گا کہ وہ اپنی عبادت کے معاملے میں جاہل ہے، فریب خوردہ اور پچھاڑا ہوا ہے جسے ابلیس نے فریب میں مبتلا کر رکھا ہے- اس نے اسے عبادت کے اعلی مقام پر تو پہنچا دیا ہے لیکن وہ عبادت کے ادنی مقام سے بھی نابلد ہے چہ جائے کہ اعلی مقام سے واقف ہو- یہ سب کمینے، بد خلق، احمق اور بے وقوف لوگ ہوں گے- یہ لوگ جھپٹنے والی مکھی، لالچی بھیڑیے شاطر لومڑی اور بھوکے سانپ کی مانند ہیں- یہ ہیں تمھارے زمانے کے ان نمایاں لوگوں کے اوصاف جو علم وقرآن کے حامل اور حکمت کے داعی ہیں۔(۱)

یہ حضرت احمد بن عاصم انطا کی علیہ الرحمہ کے زمانے کے لوگوں کے اوصاف ہیں- اندازہ لگائیے کہ ان کے بعد پیش آنے والے حادثوں اور ہلاکتوں کا کیا حال ہو گا- ان کا خیال بھی احمد بن عاصم انطا کی علیہ الرحمہ کے دل میں نہ آیا ہو گا اور انہوں نے اس کے بارے میں سوچا تک نہ ہو گا-

فساد امت کے وقت دین پر عمل کرنے والوں کا اجر وثواب

طبرانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے:

"المتمسک بسنتي عند فساد أمتي له أجر شهيد۔"

''جس وقت میری امت بگاڑ میں مبتلا ہو گی، اس وقت جو شخص میری سنت کو پکڑے گا اس کے لیے شہید کا اجر ہے-''(۲)

۱۔ الحلية: 286/9.

۲۔ أخرجه الطبراني في الأوسط كما في مجمع البحرين للهيثمي: 24/1

وعنه أبو نعيم في الحلية (200/8) والحديث ضعفه الشيخ الألباني – رحمه الله – انظر السلسلة الضعيف (327).

ابوالشیخ اصبہانی نے اپنی سند کے واسطے سے حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے روایت کیا ہے کہ:

"لو أن رجلا من الصدر الأول بُعِثَ اليوم ما عرف من الإسلام شيئا إلا هذه الصلاة. ثم قال: أما والله لئن عاش إلى المنكرات فرأى صاحب بدعة يدعو إلى بدعته أو صاحب دنيا يدعو إلى دنياه فعصمه الله وقلبه يحن إلى السلف الصالح فيتبع آثارهم ويستن بسنتهم ويتبع سبيلهم كان له أجر عظيم۔"

"زمانۂ اول (نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے) کا کوئی شخص اگر آج دنیا میں بھیج دیا جائے تو وہ نماز کے علاوہ اسلام کے کسی بھی عمل کو پہچان نہیں پائے گا۔ پھر فرمایا: اللہ کی قسم، اگر وہ منکرات تک زندہ رہا تو وہ دیکھے گا کہ اہل بدعت، بدعت کی دعوت دے رہے ہیں اور اہل دنیا، دنیا کی طرف بلا رہے ہیں، تو اللہ عزوجل اسے محفوظ رکھے گا اور اس کا دل سلف صالح کی طرف مائل ہوگا، وہ ان ہی کے آثار کی پیروی کرے گا، ان ہی کی سنت پر عمل کرے گا اور ان ہی کے راستے کی پیروی کرے گا۔ اس وقت اس کے لیے بڑا اجر ہوگا۔"

حضرت ابن مبارک علیہ الرحمہ نے حضرت فضیل علیہ الرحمہ کے واسطے سے حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے روایت کیا ہے کہ:

"أنه ذكر الغني المترف الذي له سلطان يأخذ المال ويدعي أنه لا عقاب فيه، وذكر الضال الذي خرج بسيفه على المسلمين ثم قال: سنتكم - والذي لا إله إلا هو - بين الغالي والجافي والمترف والجاهل فاصبروا عليها، فإن أهل السنة كانوا أقل الناس، الذين لم يأخذوا مع أهل الأتراف في أترافهم، ولا مع أهل البدع في أهوائهم، وصبروا على سنتهم حتى أتوا ربهم، فكذلک إن شاء الله فكونوا. ثم قال: والله لو أن رجلا أدرک هذه المنكرات يقول هذا: هلم إليّ، ويقول هذا: هلم إليّ، فيقول: لا أريد إلا سنة محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يطلبها ويسأل عنها، إن هذا ليعرض له أجر عظيم، فكذلک فكونوا إن شاء الله تعالى۔"

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے خوش حال مال دار شخص کا ذکر کیا جسے اقتدار حاصل ہے، وہ مال حاصل کرتا ہے اور دعوی کرتا ہے کہ اس پر کوئی عتاب نہیں ہے- اسی طرح اس گمراہ کا ذکر کیا جو اپنی تلوار مسلمانوں کے خلاف اٹھاتا ہے- پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، غلو کرنے والے اور تقصیر کرنے والے، خوش حال اور جاہلوں کے درمیان تمہاری سنت ہی (سیدھا راستہ) ہے- اس پر جمے رہو- کیوں کہ اہل سنت سب سے کم ہوں گے، جو خوش حال لوگوں کے ساتھ ان کی خوش حالی میں شریک نہ ہوں گے اور نہ ہی اہل بدعت کی گمراہی میں ان کے ساتھ ہوں گے- وہ بس اپنے طریقوں پر سنت کے مطابق مرتے دم تک جمے رہیں گے- تم ایسے بنو- ان شاء اللہ-'' پھر فرمایا: اللہ کی قسم، اگر کوئی شخص جس نے ان منکرات کو پایا ہو، وہ یوں کہے: آؤ میری طرف، آؤ میری طرف تو وہ اس کے جواب میں کہے کہ: میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے علاوہ کچھ نہیں چاہتا، اسی کی میں طلب رکھتا ہوں اور اسی کے بارے میں سوال کرتا ہوں، تو اس کو بہت بڑا اجر ملے گا- تم ایسے ہی بنو- ان شاء اللہ-''

تقسیم حملة العلم

اہل علم کے اقسام سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقوال کی روشنی میں

اسی مفہوم کی روایت ابونعیم وغیرہ نے حضرت کمیل بن زیاد کے واسطے سے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"الناس ثلاثة: عالم رباني، و متعلم على سبيل نجاة، و همج رعاع أتباع كل ناعق يميلون مع كل صائح، لم يستضيئوا بنور العلم، و لم يلجئوا إلى ركن وثيق۔"

''لوگوں کی تین قسمیں ہیں:

۱-) عالمِ ربانی۔

۲-) راہ نجات کا طالب علم۔

۳-) احمق اور کمینہ۔

احمق وکمینہ شخص ہر کائیں کائیں کرنے والے کے پیچھے چلنے لگتا ہے اور ہر چیخنے والے کی طرف مائل ہوجاتا ہے- ایسا شخص علم کے نور سے روشنی حاصل نہیں کر پاتا اور نہ ہی کسی مضبوط ستون کا سہارا لے پاتا ہے-

اس کے بعد علم کی فضیلت کا ذکر کیا اور فرمایا:

"هاه إن ههنا لعلما جما - وأشار بيده إلى صدره - لو أصبت له حمله، بل أصيب لَقِنا غير مأمون عليه مستعملا آلة الدين للدنيا، ومستظهرا بنعم الله على عباده وبحججه على أوليائه أو منقادا لحملة الحق لا بصيرة في أحنائه، ينقدح الشک في قلبه لأول عارض من شبهة، ألا لا ذا ولا ذلک، أو منهوما باللذة سلس القيادة للشهوة، أو مغرما بالجمع شيء شبها بهما الأنعام السائمة، كذلک يموت العلم بموت حامليه، اللهم بلى لا تخلو الأرض من قائم لله بحجة إما ظاهرا مشهورا أو خائفا مغمورا لئلا تبطل حجج الله وبيناته، وكم ذا وأين أولئک؟ والله الأقلون عددا والأعظمون عند الله قدرا، يحفظ الله بهم حججه وبيناته حتى يودعوها نظراءهم ويزرعوها في قلوب أشباههم، هَجَم بهم العلم على حقيقة البصيرة، وباشروا روح اليقين واستلانوا ما استوعره المترفون، وأنسوا بما أستوحش منه الجاهلون، وصحبوا الدنيا بأبدان أرواحها متعلقة بالمحل الأعلى، أولئک خلفاء الله في أرضه والدعاة إلى دينه، آه آه شوقا إلى رؤيتهم. انصرف إذا شئت۔"

"ہائے یہاں بہت سارا علم بھرا پڑا ہے- (اپنے سینے کی جانب اشارہ کیا) کاش کوئی اسے اٹھانے والا مل جاتا بلکہ کوئی ملا بھی تو ایک چالاک شخص جس پر اطمینان نہیں کیا جا سکتا، جو دین کو دنیا کے لیے آلے کے طور پر استعمال کرتا ہے، اللہ کی ہی حجتوں کے ذریعے اسی کے اولیاء پر غالب آنے کی کوشش کرتا ہے، اس کی نعمتوں کے ذریعے اسی کے بندوں پر غالب آنے کی کوشش کرتا ہے۔ یا پھر ایسا شخص ملا ہے جو اہل حق کا پیروکار تو ہے لیکن اس کے اندر حق کے احیاء کی بصیرت و فراست نہیں ہے، کوئی شبہ ظاہر کرنے والا ہو تو اول مرحلے میں ہی اس کے دل میں شک کی بتّی جلنے

لگتی ہے- نہ وہ ایسا ہے نہ وہ ویسا ہے- یا ایسا شخص ملا ہے جو لذت وخواہشات کا مشتاق اور شہوت کی باتوں کی طرف بڑی سبک روی سے پھسلتا ہے- یا مال جمع کرنے کی خواہش رکھنے والا شخص ملا ہے- ان دونوں سے ملتی جلتی مثال چوپایوں کی ہے- ایسے لوگ ہوں تو علم برداروں کی موت کے ساتھ علم بھی لد جاتا ہے- اللہ کرے! یہ زمین اس کے لیے حجت قائم کرنے والوں سے کبھی خالی نہ رہے، چاہے وہ کوئی معروف ومشہور شخص ہو یا غیر معروف اور گوشہ نشین ہو، تاکہ اللہ کی حجتیں اور اس کی بینات باطل نہ ہو جائیں- ایسے لوگ کتنے اور کہاں ہیں؟ اللہ کی قسم ایسے لوگ تعداد میں بہت کم ہیں، لیکن اللہ کے یہاں ان کی بڑی قدر ومنزلت ہے- اللہ تعالی ان کے ذریعے اپنی حجتیں اور بینات کی حفاظت کرتا ہے- یہاں تک کہ وہ اس امانت کو اپنے ہی جیسوں کو منتقل کر دیں اور اپنے ہی جیسوں کے دل میں اس کا پودا اگا دیں- علم ان پر حقیقت امر کے طور پر آیا ہے چنانچہ جس چیز سے خوش حال لوگ خوف کھاتے ہیں وہ چیز ان کے نزدیک نرم وکمزور ہے اور جس چیز سے جہلاء وحشت کھاتے ہیں، اس سے یہ لوگ مانوس ہیں، وہ دنیا میں ایسے جسموں کے ساتھ رہے جن کی روحیں محل اعلی سے وابستہ تھیں- یہی لوگ اللہ کی زمین پر اس کے خلیفہ ونائب اور اس کے دین کے داعی ہیں- ہائے ہائے، دل میں انہیں دیکھنے کا کس قدر شوق ہے- اگر تم جانا چاہو تو چلے جاؤ-"(۱)

اقسام اہل علم کی مزید توضیح وتشریح

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حاملین علم کی تین قسمیں کی ہیں:

❁قسم هم أهل الشبهات وهم من لا بصيرة له من حملة العلم ينقدح الشک في قلبه بأول عارض من شبهة، فتأخذه الشبهة فيقع في الحيرة والشكوک، ويخرج من ذلک إلى البدع والضلالات.

❁وقسم هم أهل الشهوات وحظهم نوعان: أحدهما من يطلب الدنيا بنفس العلم، فيجعل العلم آلة لكسب الدنيا، والثاني من همه جمع الدنيا واكتنازها وادخارها، وكل أولئک ليسوا من رعاة الدين وإنما هم كالأنعام، ولهذا شبه الله تعالى

۱- الحلية 1/79-80.

من حُمّل التوراة ثم لم يحملها بالحمار الذي يحمل أسفارا، وشبه عالم السوء الذي انسلخ من آيات الله وأخلد إلى الأرض واتبع هواه بالكلب، والكلب والحمار أخس الأنعام وأضل سبيلا.

۞والقسم الثالث من حملة العلم هم أهله وحملته ورعاته والقائمون بحجج الله وبيناته، وذكر أنهم الأقلون عددا، الأعظمون عند الله قدرا، إشارة إلى قلة هذا القسم وغربته من حملة أهل العلم

ایک قسم ان حاملین علم کی ہے جو اہل شبہات ہیں- یعنی جن کے دل اس علم کے ہی تعلق سے شبہات سے خالی نہیں ہیں- یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بصیرت نہیں ہے- شبہات ان کے دامن گیر ہوتے ہیں، وہ شکوک وحیرت میں پڑے رہتے ہیں پھر بدعت وگمراہی میں پھنس جاتے ہیں-

دوسری قسم ان کی ہے جو اہل شہوات ہیں- علم کے بدلے دنیا جمع کرنا اور علم کا استعمال بطور آلہ دنیا کمانے کے لیے کرنا ان کا مقصد ہے- وہ دنیا جمع کرنے، اسے جوڑنے، سینتنے کے خوگر ہیں- ان دونوں ہی قسم کے لوگ دین کے رکھوالے نہیں بلکہ چوپایوں کے مانند ہوتے ہیں- یہودیوں پر توریت کی ذمہ داری ڈالی گئی تھی لیکن انہوں نے اسے پورا نہیں کیا، اسی لیے اللہ نے انہیں اس گدھے کے مشابہ قرار دیا ہے جو اپنی پیٹھ پر کتابیں لادے پھرتا ہے- اسی طرح علماءِ سوء جو اللہ کی آیات سے نکل کر زمین سے چپکے ہوئے ہیں اور اپنی خواہشات کے غلام بنے ہوئے ہیں، انہیں کتے سے مشابہ قرار دیا گیا ہے، اور کتا اور گدھا دونوں ہی چوپایوں میں خسیس تر اور راہ گم کردہ جانور ہیں-

تیسری قسم ان حاملین علم کی ہے جو اس کے اہل ہیں، اس کے حقیقی معنوں میں حامل ہیں اور اس کے رکھوالے نیز اللہ کی حجتوں اور بینات کو قائم کرنے والے ہیں- ان کے بارے میں یہ ذکر فرمایا کہ ان کی تعداد بہت کم ہوتی ہے، لیکن اللہ کے نزدیک ان کی بڑی قدر ہے-'' اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ اس قسم کے لوگ قلیل ہوں گے اور اجنبی سمجھے جائیں گے-

اہل علم کے اقسام حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کے اقوال کی روشنی میں

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے بھی حاملین قرآن کی قریب قریب اسی طرح تقسیم کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"قُراء القرآن ثلاثة أصناف: صنف اتخذوه بضاعة فيتأكلون به، وصنف أقاموا حروفه وضيعوا حدوده واستطالوا به على أهل بلادهم واستندوا به لطلب الولاية، أكثر هذا الضرب من حملة القرآن لا كثرهم الله، وضرب عمدوا إلى دواء القرآن فوضعوه على داء قلوبهم فركدوا به في محاريبهم وحنوا به برانسهم واستشعروا الخوف، وارتدوا الحزن، فأولئك الذين يسقي الله بهم الغيث وينصر بهم على الأعداء، والله لهؤلاء الضرب في حملة القرآن أعز من الكبريت الأحمر بين قراء القرآن۔"

قرآن کو پڑھنے والے تین طرح کے ہوتے ہیں- ایک وہ قسم ہے جس نے اسے مالِ تجارت بنالیا ہے اور اب اسی کی روزی کھاتے ہیں- ایک قسم ان لوگوں کی ہے جنھوں نے اس کے الفاظ کو تو قائم کیا ہے لیکن اس کی حدود کو ضائع کر دیا ہے اور اسی کے ذریعے سے اپنے اہلِ شہر و ملک پر اپنا سکہ جما رکھا ہے- نیز اسے حکمرانوں کی مصاحبت حاصل کرنے کا ذریعہ بنا رکھا ہے- حاملین قرآن کی ان قسموں کے لوگوں کی تعداد اللہ زیادہ نہ کرے- ایک تیسری قسم ان حاملین قرآن کی ہے جو دوائے قرآنی کی جانب مائل ہوئے اور اس دوا کو انہوں نے لوگوں کے دلوں پر رکھا جس کی وجہ سے ان کی آپسی جنگیں بند ہو گئیں اور اس کے ذریعے ان کی کج کلاہی کو درست کر دیا- انجامِ کار انہیں اللہ کے خوف کا احساس ہوا اور انہوں نے حزن و غم کی چادر اوڑھ لی- یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالی بارش سے سیراب کرے گا اور دشمن پر انہیں غلبہ عطا کرے گا- اللہ کی قسم، اس قسم کے حاملین قرآن سرخ گندھک سے بھی زیادہ عزیز ہیں-"

گویا اس قسم کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے قرآن کو لوگوں کے دلوں کی بیماریوں کا علاج

کرنے کے لیے استعمال کیا تو ان کے اندر خوف خدا اور غمِ آخرت جوش مارنے لگا اور قرآن کو پڑھنے والوں کے درمیان وہ سرخ گندھک سے زیادہ عزیز ہو گئے۔

من صفات حملة العلم

اہل علم اور غیر اہل علم کے درمیان فرق

حضرت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس قسم کے حاملینِ علم کا ذکر ایسی خوبیوں کے ساتھ کیا ہے کہ علم انہیں پوری بصیرت وحقانیت کے ساتھ ملا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ علم نے اصل مقصود عظیم یعنی اللہ کی معرفت کی جانب ان کی رہنمائی کی ہے۔ چنانچہ وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور محبت بھی کرتے ہیں۔ آخرکار یہ چیز ان کے لیے اتنی ہی آسان ہو گئی جتنی دوسروں کے لیے مشکل ہو سکتی ہے۔ اسی لیے وہ اُس مقام تک پہنچ گئے جہاں تک دنیا اور اس کی زینت وآرائش کے ساتھ داد ودہش دینے لوگ نہیں پہنچ سکتے۔ اہل دنیا کا تو یہ حال ہے کہ وہ اس کی زینت وآرائش سے دھوکہ کھا گئے اور اللہ کی معرفت، اس کی عظمت وجلال کی معرفت ان کے دل کو بھی چھوکر نہیں گزری۔ جس چیز سے خوش حال لوگ خوف کھاتے ہیں اسے یہ حاملین علم کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ چنانچہ خوش حال شخص جو دنیا کی لذتوں اور خواہشات میں لت پت ہے اس کے لیے ان لذات اور خواہشات کو ترک کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے، اس لیے کہ ان کی سوچ ہے کہ ان لذتوں اور خواہشوں کو چھوڑنے کے بعد انہیں ان لذتوں اور خواہشات کا کوئی بدل نہیں ملے گا۔ اس وجہ سے ترک لذات پر صبر کرنا اس کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف حاملین علم ہیں کہ اللہ کی معرفت، اس کی محبت اور اس کی عظمت و کبریائی کے بدلے میں ان کے دلوں کو جو سرور حاصل ہوتا ہے وہ ان کے لیے بہت بڑا صلہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت امام حسن بصری فرمایا کرتے تھے: ”اللہ کے محبوب بندے وہ ہیں جنہیں ورثے میں زندگی کی اچھائیاں ملتی ہیں اور وہ زندگی کی نعمتوں کا مزہ چکھتے ہیں۔ یہ انہیں اپنے حبیب سے مناجات کے بدلے اور ان کی محبت سے ان کے دل کو حاصل والی لذتوں کے بدلے میں حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ لوگ اس چیز سے مانوس ہیں جس سے جاہل لوگ خوف اور وحشت محسوس کرتے ہیں کیوں کہ اللہ کی ذات سے نابلد رہنے والے جہلاء دنیا اور اس کی لذتوں کو ترک کرنے

میں وحشت محسوس کرتے ہیں- اس لیے وہ دنیا اوراس کی لذتوں کے علاوہ کسی اور چیز سے واقف ہی نہیں ہیں- یہی ان کی انیس ومحبوب ہے- جب کہ حاملینِ علم دنیا سے وحشت کرتے ہیں اور اللہ سے مانوس ہوتے ہیں، اس کا ذکر کرتے ہیں، اس کی معرفت اور محبت کا ذکر کرتے ہیں، اس کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں- اللہ کی ذات سے جاہل رہنے والے لوگ ان چیزوں سے وحشت محسوس کرتے ہیں اور انہیں ان چیزوں سے ذرا بھی انسیت نہیں ہوتی-

اہل شریعت وطریقت کی دنیاوی زندگی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حاملین علم کی جوصفات بیان کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ دنیا کے ساتھ ان کا جسم ہوتا ہے لیکن ان کی روحیں نظر اعلی میں معلق ہوتی ہیں- یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ انہوں نے دنیا کو اپنا وطن نہیں بنایا اور نہ ہی دنیا انہیں قیام یا مسکن کے طور پر پسند ہے- دنیا تو ان کی اصل منزل کی طرف جانے والا راستہ ہے نہ کہ جائے قرار- تمام آسمانی کتابوں اور رسولوں نے بھی اسی بات کی نصیحت و وصیت فرمائی ہے- اللہ نے اپنی کتاب میں آل فرعون کے مومن شخص کے بارے میں یہ خبر دی ہے کہ اس نے اپنی قوم سے کہا اور انھیں نصیحت کی:

﴿يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ﴾

اے میری قوم! یہ دنیا کی زندگی تو متاع چند روزہ ہے اور آخرت ہی اصل جائے قرار ہے-''

(سورہ غافر/مومن: ۳۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"كن في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل، فكأنك بالدنيا ولم تكن، وبالآخرة ولم تزل۔"

''تم دنیا میں اس طرح رہو گویا کہ تم اجنبی یا راہ چلتے مسافر ہو- یعنی گویا تم دنیا میں ہو لیکن نہیں ہو اور آخرت میں ہو اور ہمیشہ سے ہو-''(۱)

۱۔ البخاري، الرقاق (6053) ★ الترمذي، الزهد (2333) ★ ابن ماجه، الزهد (4114) ★ أحمد (24/2) أخرج البخاري، شطره الأول، رقم: (6416).

ایک دوسری روایت میں ہے:

"وعدنفسک من أهل القبور۔"

''خودکواہل قبور میں شمار کرو۔''(۱)

حضرت مسیح علیہ السلام سے جو اقوال مروی ہیں جوانھوں نے اپنے صحابہ کے سامنے ارشاد فرمائے ان میں سے ایک یہ ہے:

"اعبروها ولا تعمروها۔"

''دنیا کو راہ چلتے پار کر جاؤ، اس میں تعمیر کرنے کی فکر مت کرو۔''

ان ہی سے یہ بھی مروی ہے:

"من الذي يبني على موج البحر دارا؟! تلك الدنيا فلا تتخذوها قرارا۔"

''کون ہے جو سمندر کی موج پر اپنا گھر بنائے گا؟ یہی حال دنیا کا ہے، اس لیے اسے جائے قرار مت بناؤ۔''

مطلب یہ کہ مومن دنیا میں اس اجنبی کی طرح ہوتا ہے جو کسی شہر سے گزر رہا ہو اور اسے اپنا وطن نہ سمجھتا ہو، اسے اس شہر سے گزرتے ہوئے اپنے شہر پہنچنے کا اشتیاق رہتا ہو اور یہ فکر دامن گیر رہتی ہو کہ اپنے شہر واپس پہنچ جائے اور اپنے وطن پہنچنے کے لیے راستے میں زادِ سفر کی فکر کرتا ہو۔ راستے کے اس شہر کے باشندوں سے عزت کے معاملے میں مقابلہ آرائی نہ کرتا ہو اور ان سے جو رسوائی اسے ملتی ہے اس پر جزع وفزع نہ کرتا ہو۔''

حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ کہتے ہیں:

"المؤمن في الدنيا مهموم حزين همه مرمة جهازه۔"

''مومن دنیا میں غمگین وحزین ہوتا ہے، اسے تو یہ فکر ہوتی ہے کہ اپنا سامان سفر تیار کرے۔''

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"المؤمن في الدنيا كالغريب لا يجزع من ذلها، ولا ينافس في عزها، له شأن

۱۔الترمذي، الزهد (2333) ★ابن ماجه، الزهد (4114) ★أحمد (41/2).

وللناس شأن۔"

''مومن دنیا میں اجنبی کی طرح ہوتا ہے، اس سے ملنے والی ذلت پر جزع وفزع نہیں کرتا اور اس کی عزت حاصل کرنے کے لیے بھاگ دوڑ نہیں کرتا- اس کی شان دوسرے لوگوں کی شان سے بالکل الگ ہوتی ہے-''

درحقیقت مومن دنیا میں اجنبی ہوتا ہے کیوں کہ اس کے بابا حضرت آدم علیہ السلام پہلے دار البقاء [جنت] میں تھے، پھر وہاں سے نکل گئے تو انہیں اپنے اصل وطن جانے کی ہی فکر لاحق رہی- یہی وجہ ہے کہ مومن ہمیشہ اپنے اس وطن کی طرف لوٹنے کے لیے بے چین رہتا ہے جس سے وہ نکالا گیا تھا- جیسا کہ کہا جاتا ہے: وطن کی محبت ایمان کا جز ہے-

کہا گیا ہے کہ:

کم منزل في الأرض يألفه الفتى ۞ وحنينه أبدا لأول منزل

ترجمه

دنیا میں بہت سے ایسے ٹھکانے ہیں جس سے انسان کی الفت ہوتی ہے لیکن اس کو ہمیشہ پہلی منزل ہی کی طرف لوٹنے کی فکر ہوتی ہے-

ہمارے بعض شیوخ نے اسی مفہوم کی بات کہی ہے:-

فحي على جنات عدن فإنها ۞ منازلک الأولى وفيهم المخيم
ولكننا سبي العدو فهل ترى ۞ نعود إلى أوطاننا ونسلم
وقد زعموا أن الغريب إذا نأى ۞ وشطت به أوطانه فهو مغرم
فأي اغتراب فوق غربتنا التي ۞ لها أضحت الأعداء فينا تحكم

ترجمه

''جنت عدن ہی کی فکر میں زندہ رہنا ہے یہی پہلی منزل ہے اور یہی ٹھکانا ہے- لیکن ہم دشمن کے ہاتھ چڑھے قیدی ہیں ہماری سلامتی وطن اصلی کی طرف واپسی ہی میں ہے- لوگوں کا خیال ہے کہ اجنبی جب اپنے وطن سے دور ہو جاتا ہے تو واپسی وطن ہی کا وہ عاشق وفریفتہ ہوتا ہے- ہماری

غربت سے بڑھ کر کون سی غربت ہوگی جسے دیکھ کر دشمن ہنستا بھی ہے اور ہم پر حکومت بھی کرتا ہے۔(۱)

مومن کے اقسام

مومن کی بھی کئی قسمیں ہیں:

"منهم من قلبه معلق بالجنة، و منهم من قلبه معلق عند خالقه وهم العارفون۔"

کچھ مومن وہ ہوتے ہیں جن کا دل جنت میں اٹکا ہوتا ہے۔ کچھ مومن ایسے ہوتے ہیں جن کا دل اپنے خالق کے پاس اٹکا ہوتا ہے۔ یہ لوگ عارف باللہ ہوتے ہیں۔شاید امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی قسم کی جانب اشارہ فرمایا ہے کہ:

"فالعارفون أبدانهم في الدنيا و قلوبهم عند المولى۔"

''اللہ کی معرفت رکھنے والے دنیا میں اپنے جسم کے ساتھ ہوتے ہیں حالانکہ ان کے دل اپنے مولی و مالک کے پاس ہوتے ہیں۔''

الغربة عند أهل الطريقة

اہل طریقت کی عظمت و شان

حضرت امام حسن علیہ الرحمہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرسل روایات میں سے ایک یہ ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب سے راویت کرتے ہیں:

"علامة الطهر أن يكون قلب العبد عندي معلقا، فإذا كان كذلك لم ينسني على كل حال، و إن كان كذلك مننت عليه بالاشتغال بي كي لا ينساني، فإذا لم ينسني حركت قلبه، فإذا تكلم تكلم بي، و إذا سكت سكت بي، فذلك الذي تأتيه المعونة من عندي۔"

''پاکی کی علامت یہ ہے کہ بندے کا دل میرے پاس معلق ہو، جب اس کا یہ حال ہوگا تو وہ

۱۔ یہ اشعار ابن قیم جوزی کے ہیں، ان اشعار میں اس نے انسان کے اصل وطن کی نشاندہی کی ہے۔آخرت، صفات جنت اور انسان کے حقیقی قیام گاہ کا ذکر احسن پیرایۂ میں پیش کیا ہے۔متصوفانہ اشعار ہیں۔

کسی حال میں مجھے نہیں بھولے گا- اور اگر اس کا حال ایسا ہی ہو تو میں اس پر یہ احسان کرتا ہوں کہ اسے اپنی ذات میں مشغول کر دیتا ہوں، پھر وہ مجھے نہیں بھولتا- پھر جب وہ مجھے نہیں بھلا پاتا تو میں اس کے دل کو حرکت دیتا ہوں- پس جب وہ بات کرتا ہے تو مجھ سے بات کرتا ہے اور جب خاموش رہتا ہے تو وہ خاموشی میں میرے ساتھ ہوتا ہے- یہ ہے وہ مدد جو اسے میری طرف سے حاصل ہوتی ہے-"

اس شان کے لوگ ہی غرباء العرباء (اجنبیوں سے بھی زیادہ اجنبی) ہوتے ہیں- ان کی اجنبیت عزیز ترین اجنبیت ہوتی ہے-

اہل شریعت وطریقت کے درجے

اہل طریقت کے نزدیک اجنبیت (غربت) دو طرح کی ہے: ایک ظاہری اور ایک باطنی-

ظاھری غربت: فساق کے درمیان اصلاح کرنے والوں کی غربت، اہل ریا ونفاق کے درمیان صادقین کی غربت، جاہلوں اور بداخلاق لوگوں کے درمیان علماء کی غربت، ان دنیاوی عالموں کے درمیان جن کے دل سے خشیت اور نرمی سلب کر لی گئی ہو، آخرت کے چاہنے والے علماء کی غربت، دنیائے فانی سے رغبت رکھنے والوں کے درمیان دنیا سے بے نیاز زاہدوں کی غربت-

باطنی غربت: اہل ہمت کی غربت (اجنبیت)، یہ غربت وہ ہے جو تمام مخلوق حتی کہ علماء، عبادت گزار بندے اور زاہدوں کے درمیان اللہ کی معرفت رکھنے والوں کی ہوتی ہے- کیوں کہ یہ علماء، عبادت گزار اور زاہدین تو اپنے علم، عبادت اور زہد کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں لیکن عارفین اپنے معبود کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں اور اپنے دلوں کو اس کی طرف توجہ سے ہٹاتے نہیں ہیں-

حضرت ابوسلیمان دارانی علیہ الرحمہ ایسے لوگوں کی خوبیوں کے سلسلے میں فرمایا کرتے تھے:

"وهمتهم غير همة الناس وإرادتهم الآخرة غير إرادة الناس، ودعاؤهم غير دعاء الناس۔"

"ان کی فکر لوگوں کی فکر سے جدا ہوتی ہے- ان کا مقصد عام لوگوں کے مقصد سے ہٹ کر،

صرف آخرت ہوتی ہے اوران کی دعا بھی عام لوگوں سے الگ ہوتی ہے۔

ان سے افضل ترین عمل کے بارے میں سوال کیا گیا تو رونے لگے اور فرمایا:

"أن يطلع على قلبك فلا يراك تريد من الدنيا و الآخرة غيره۔"

افضل عمل یہ ہے کہ اللہ تمہارے دل پر چھا جائے پھراس کے بعد تم دنیا و آخرت سے اس کے علاوہ کسی کی تمنا نہ کرو۔

حضرت یحییٰ بن معاذ علیہ الرحمہ کہتے ہیں:

"الزاهد غريب الدنيا، و العارف غريب الآخرة۔"

زاہد دنیا کا اجنبی شخص ہوتا ہے، اور عارف اہل آخرت کے درمیان اجنبی ہوتا ہے۔ اسے عابد و زاہد نہیں پہچان پاتے۔ اسے تو صرف وہی پہچان سکتا ہے جو اسی کے مرتبے کا ہو اور دونوں کی فکر ایک جیسی ہو۔

یہ بھی ممکن ہے کہ ایک عارف کے لیے یہ اجنبیت کی ساری صورتیں یکجا ہو جائیں یا ان سے بھی زیادہ یا ان میں سے کچھ ہو جائیں۔ اس سے اس کی اجنبیت کے بارے میں سوال نہیں کیا جاتا کیوں کہ عارف اہل دنیا و آخرت کے سامنے ظاہر ہو کر رہتے ہیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ علیہ الرحمہ کہتے ہیں:

"العابد مشهور و العارف مستور، و ربما خفي حال العارف على نفسه لخفاء حالته و إساءة الظن بنفسه۔"

عابد مشہور ہوتا ہے اور عارف مستور ہوتا ہے۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عارف کا حال اپنی مستوریت کی وجہ سے اور اپنے بارے میں سوءِ ظن کی وجہ سے خود اس کی اپنی ذات سے بھی مخفی رہ جاتا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"إن الله يحب العبد الخفي التقي۔"

''اللہ ایسے بندے کو پسند کرتا ہے جس کا حال چھپا ہوا ہو اور وہ متقی ہو۔''(۱)

اہل شریعت وطریقت کے اوصاف

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"إن الله يحب من عباده الأخفياء الأتقياء، الذين إذا حضروا لم يعرفوا، وإذا غابوا لم يفتقدوا، أولئک أئمة الهدى ومصابيح العلم۔"

''اللہ اپنے بندوں میں سے ان کو پسند کرتا ہے جو چھپے ہوئے متقی ہیں، وہ جب لوگوں کے سامنے آتے ہیں تو پہچانے نہیں جاتے اور جب غائب ہو جاتے ہیں تو ان کی تلاش نہیں ہوتی - یہی لوگ امام ہدایت اور چراغ علم ہیں-''(۲)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں:

"طوبى لكل عبد لم يعرف الناس ولم تعرفه الناس، وعرفه الله منه برضوان، أولئک مصابيح الهدى، تجلى عنهم كل فتنة مظلمة۔"

ہر اس بندے کے لیے خوش خبری ہے جسے لوگ نہ جانتے ہوں اور نہ وہ لوگوں کو جانتا ہو- اور اللہ نے اسے اپنی جانب سے رضوان کی معرفت دی ہو- ایسے لوگ ہدایت کے چراغ ہیں اور ہر تاریک فتنہ ان کی وجہ سے چھٹ جاتا ہے-

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كونوا جدد القلوب، خلقان الثياب، مصابيح الظلام، تخفون على أهل الأرض وتعرفون في أهل السماء۔"

اپنے دلوں کو تیار کر لو، ایسے رہو کہ کپڑے بوسیدہ اور پرانے ہوں، تاریکی میں چراغ بن جاؤ، تم اہل زمین سے پوشیدہ رہو اور اہل آسمان کے درمیان پہچانے جاؤ-

اہلِ غربت میں ایسے لوگ خاص ترین ہوتے ہیں- یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے دین کو فتنوں

۱۔ مسلم، الزهد والرقائق (2965) ★ أحمد (1441)، (1529).

۲۔ أخرجه ابن ماجه، رقم: (3989) بلفظ مقارب.

سے بچانے کے لیے بھاگے پھرتے ہیں- یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے قبیلوں تک کو چھوڑ دیتے ہیں- یہ وہ لوگ ہیں جن کا حشر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگا- وہ اہلِ آخرت کے درمیان سرخ گندھک سے زیادہ عزیز اٹھائے جائیں گے- ایسے لوگوں کا حال اہلِ دنیا کے درمیان کیا ہوگا؟ ان کا حال غالباً دونوں گروہوں سے مخفی رہے گا- جیسے کسی نے کہا ہے:

تواريت عن دهري بظل جناحه ۞ فعيني ترى دهري وليس يراني

ولو تسئل الأيام ما اسمي لما درت ۞ وأين مكاني ما فرعن مكاني

ترجمہ

''میں اس کے بازؤں کے سایے میں اپنے زمانے سے چھپ گیا- پس میری آنکھ زمانے کو دیکھتی ہے لیکن وہ مجھے نہیں دیکھتا- تو اگر زمانہ سے پوچھے کہ میرا کیا نام ہے؟ اور میرا مکان کہاں ہے؟ تو اسے نہیں معلوم، وہ میرے مکان کی جگہ دیکھا نہیں ہے-''

ان خواص میں سے کوئی لوگوں کے سامنے ظاہر بھی ہوگیا تو وہ صرف جسمانی طور پر ظاہر ہوا ہے لیکن دل اس کا نظر اعلی میں ہی معلق ہے جیسا کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انھی لوگوں کے سلسلے میں فرمایا ہے:

جسمي معي غير أن الروح عندكم ۞ فالجسم في غربة والروح في وطن

ترجمہ

''میرا جسم میرے ساتھ ہے، البتہ روح تمہارے پاس ہے- یعنی جسم غیرِ وطن میں ہے اور اجنبی ہے اور اور روح اپنے وطن میں ہے۔''(۱)

۱۔ یہ اشعار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہیں؟ تحقیق طلب ہیں- اکثر لوگوں نے ان کا انتساب محمد بن یزید مبرد کی طرف کیا ہے- چار مصرعے مل کر مفہوم کی تکمیل ہوتی ہے: جسمي معي غير ان الروح عندكم ۞ فالجسم في غربة والروح في وطن فليعجب الناس مني ان لي بدنا ۞ لا روح فيه ولي روح بلا بدن؛ ترجمہ: میرا جسم میرا غیر ہے جیسا کہ روح تمہارا، تو جسم غیر وطن میں ہے اور روح وطن میں- لوگوں کو مجھ پر اس بات سے تعجب ہے کہ میرا بدن ہے اس میں روح نہیں ہے اور روح ہے اس کا بدن نہیں ہے-

حضرت رابعہ عدویہ رحمہا اللہ تعالیٰ(۱) اسی مفہوم کا یہ شعر پڑھا کرتی تھیں:

ولقد جعلتک في الفؤاد محدثي ۞ وأبحت جسمي من أراد جلوسي

فالجسم مني للحبيب مؤانس ۞ وحبيب قلبي في الفؤاد أنيسي

ترجمہ

''دل میں تجھ سے ہی بات کرتی ہوں اور میرا جسم اسی کو خاص کر لیتا ہے جو مجھے بسانا چاہتا ہے- پس میرا جسم حبیب سے مانوس ہے اور میرے دل کا حبیب میرے دل کا انیس ہے۔''

ان میں سے اکثر میں یہ قوت نہیں ہوتی کہ مخلوق سے مخلوط ہو کر رہیں- اسی لیے عزلت نشینی کی طرف بھاگتے ہیں تا کہ اپنے حبیب و محبوب سے مانوس ہو سکیں- یہی وجہ ہے کہ اکثر لمبے لمبے عرصے تک تنہا رہتے ہیں-

ان میں سے کسی سے کہا گیا:

''کیا تمہیں وحشت نہیں ہوتی؟ جواب دیا: وحشت کیسی! اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے: جو میرا ذکر کرے میں اس کا دوست و جلیس ہوں۔''

کسی نے جواب دیا: ''کیا کوئی اللہ کی معیت میں بھی وحشت زدہ ہوتا ہے۔''

بعض سے یہ قول منسوب ہے:

''جو اپنی تنہائی سے وحشت زدہ ہے، اسے اپنے رب سے انسیت بہت کم ہے۔''

اہل طریقت کی چند مثالیں

حضرت یحییٰ بن معاذ علیہ الرحمہ بہت زیادہ عزلت نشین اور تنہائی پسند تھے- اس پر ان کے بھائی نے انہیں معتوب کیا اور کہا:

''اگر تم انسانوں میں سے ہو تو ضروری ہے کہ انسانوں سے تعلق رکھو۔''

اس پر حضرت یحییٰ علیہ الرحمہ نے جواب دیا:

۱۔ رابعہ بنت اسماعیل بصریہ عدویہ مشہور عابدہ زاہدہ اور صالحہ خاتوں ہیں- ان کی سوانح پڑھنے کے بعد عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے کہ کیا کوئی خاتوں بھی اتنی مشقتیں اور ریاضتیں برداشت کر سکتی ہیں- ان کا وصال ۱۳۸ھ/ ۷۵۲ء میں ہوا-

''اگر تم انسان ہو تو ضروری ہے کہ تم اللہ سے تعلق رکھو۔''

ان سے پوچھا گیا: تم مخلوق کو ہی چھوڑ دو گے تو کس کے ساتھ زندگی گزارو گے؟ فرمایا: اس کے ساتھ جس کے لیے میں نے مخلوق کو چھوڑا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

هجرت الخلق طرًّا في هواكا ۞ وأيتمت العيال لكي أراكا

فلو قطعتني في الحب إربا ۞ لما حن الفؤاد إلى سوكا

ترجمہ

''تیری محبت میں گرفتار ہو کر میں نے ساری خلق کو چھوڑ دیا اور تجھے دیکھنے کے لیے اپنی اولاد کو یتیم کر دیا۔ پس اگر تو محبت میں مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو میرا دل تیرے سوا کسی کی طرف نہیں جھکے گا۔''

ابن غزوان کو ان کی خلوت نشینی پر معتوب کیا گیا تو فرمایا: مجھے اس کے ساتھ بیٹھنے سے دل کا سکون ملتا ہے جس کے پاس میری غرض اٹکی ہوئی ہے۔

ان میں سے بعض لوگ اجنبیت میں پاگل پن کی حد تک پہنچ گئے تھے، کیوں کہ انھوں نے خود کو لوگوں کے احوال سے بالکل الگ کر لیا تھا۔ مثلاً حضرت اویس کے بارے میں ایسا ہی کہا جاتا ہے۔

حضرت ابو مسلم خولانی علیہ الرحمہ کثرت سے ذکر میں مصروف رہتے تھے۔ ان کی زبان کبھی ذکر سے تھکتی نہیں تھی، ان کے ہم جلیسوں سے ایک شخص نے کہا: کیا تمہارا صاحب پاگل ہو گیا ہے؟ ابو مسلم نے کہا: بھتیجے، یہ تو پاگل پن کی دوا ہے۔

ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اذكروا الله حتى يقولوا مجنون۔"

''اللہ کا اتنا ذکر کرو کہ: لوگ تمہیں پاگل کہنے لگیں۔''(۱)

۱۔ أخرجه أحمد (11653) ★ ابن السني (4) ★ الحاكم (1/499)، من حديث أبي سعيد الخدري رضي الله عنه۔

امام حسن بصری علیہ الرحمہ ان غرباء (اجنبیوں) کے بارے میں کہتے ہیں:
کوئی جاہل ان کی طرف دیکھے تو انہیں بیمار سمجھے حالانکہ ان لوگوں کو کوئی مرض لاحق نہیں ہے- مزید فرماتے ہیں: لوگوں کو مخلوط کر دیا اور قوم گڈ مڈ ہو گئی ہے- یہ بڑی بات ہے- افسوس! اللہ تمہاری دنیا سے بے نیاز ہے-
اسی مفہوم میں یہ شعر کہا ہے:

وحرمة الود مالي عنكم عوض ۞ وليس لي في سواكم سادتي غرض
وقد شرطت على قوم صبحتهم ۞ بأن قلبي لكم من دونهم فرضوا
ومن حديثي بهم قالوا به مرض ۞ فقلت لا زال عني ذلک المرض

ترجمہ

''محبت کی حرمت یہ ہے کہ مجھے تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہیے اور نہ ہی تمہارے علاوہ کسی میں میری کوئی دلچسپی ہے- میں نے ایک ایسی قوم پر شرط لگائی ہے جس کے پاس میں صبح کے وقت آیا تھا، کہ میرا دل ان کے مقابلے میں تمہاری طرف راغب ہے، تو وہ راضی ہو گئے- اور ان کے یہاں میری باتیں یہ ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے کوئی روگ لگ گیا ہے، تو میں نے کہا کہ یہ روگ مجھ سے دور نہ ہو۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ آپ نے ایک شخص کو وصیت فرمائی:

"استحي من الله كما تستحي من رجلين من صالحي عشيرتک لا يفارقانک۔"

''اللہ سے شرم کر جس طرح تو اپنے خاندان کے صالح لوگوں میں سے دو افراد سے شرم کرتا ہے، جو تجھ سے جدا نہیں ہوتے۔''(۱)

ایک اور حدیث:

"أفضل الإيمان أن تعلم أن الله معک حيثما كنت۔"

۱۔ أخرجه ابن عدي (2/53، 1/203) عن صفدي بن سنان.

''بہترین ایمان یہ ہے کہ تو یہ جان لے کہ اللہ تیرے ساتھ ہے تو جہاں بھی رہے۔''(۱)

ایک حدیث میں ہے کہ نبی سے پوچھا گیا:

"سئل ماتزكية النفس؟قال: (أن يعلم أن الله معه حيث كان)۔"

تزکیہ نفس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ آدمی یہ جان لے کہ اللہ اس کے ساتھ ہے جہاں بھی وہ رہے۔''(۲)

ایک اور حدیث میں فرمایا:

"ثلاثة في ظل الله يظلهم في ظله يوم لا ظل إلا ظله۔"

''تین لوگ اس دن اللہ کے سایے میں ہوں گے جس دن اللہ کے سایے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔'' ان میں سے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ

"رجلاً حيث توجه علم أن الله معه۔"

''جو یہ جانتا ہے کہ اللہ اس کے ساتھ ہے۔''(۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ آپ سے احسان کے بارے میں معلوم کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

"أن تعبد الله كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك۔"

''یہ کہ تو اس طرح عبادت کرے گویا تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہ ہو تو یہ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔''(۴)

ابو عبادی نے اس مفہوم میں کئی اچھے شعر کہے ہیں:

۱۔أخرجه الطبراني في الكبير، وأبو نعيم في الحلية، من حديث عبادة ابن الصامت رضی اللہ عنہ۔

۲۔ ماتزكية المرء نفسه: ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر باب ۴، جلد ۸، ص:۹، مطبوعہ دار طیبہ مصر ۱۹۹۹/۱۴۲۰ ☆ ابن رجب حنبلی، جامع العلوم والحکم، جلد: ۱، ص: ۳۰۷، دار المعرفہ بیروت ۱۴۰۸-

۳۔أخرجه الطبراني في الكبير من حديث أبي أمامة رضی اللہ عنہ۔

۴۔البخاري، الإيمان (50) ★ مسلم، الإيمان (9) ★ النسائي ،الإيمان وشرائعه (4991) ★ ابن ماجه، المقدمة (64) ★ أحمد (426/2).

كأن رقيبا منک يرعى خواطري ۞ وآخر يرعى ناظري ولساني

فما بصرت عيناي بعدک منظرا ۞ يسؤک إلا قلت قدره نفاني

ولا بدرت من في بعدک لفظة ۞ لغيرک إلا قلت قد سمعاني

ولا خطرت من ذکر غيرک خطرة ۞ على القلب إلا عرجا بعناني

إذا ما تسلى القاعدون على الهوى ۞ بذکر فلان أو کلام فلان

وجدت الذي يسلي سواي يشوقني ۞ إلى قربکم حتى أمل مکاني

وإخوان صدق قد سئمت لقاءهم ۞ وأغضيت طرفي عنهم ولساني

وما الغض أسلى عنهم غير أنني ۞ أراک کما کل الجهات تراني

ترجمہ

”گویا تیرا ایک رقیب میرے دل کی نگرانی کرتا ہے اور دوسرا میری نظر اور زبان کی- چنانچہ میری آنکھوں نے تجھے دیکھنے کے بعد کوئی ایسا منظر نہیں دیکھا جو تجھے برا لگے، مگر میں نے یہ نہ کہا ہو کہ اس کی قدر نے مجھے مٹا دیا- اور نہ ہی میرے منہ سے تیرے بعد کوئی لفظ تیرے علاوہ کسی کے لیے نکلا مگر یہ کہ میں نے یہ کہا ہو کہ اس نے مجھے مشہور کر دیا- اور نہ ہی میرے دل میں تیری یاد کے علاوہ کسی کی یاد گزری، میری لگام ٹیڑھی ہونے کے وجہ سے- جس وقت ہَوَس کے دوش پر بیٹھے ہوئے لوگ فلاں اور فلاں کے ذکر سے تسلی حاصل کرتے ہیں تو میں نے اس کو جو میرے علاوہ دوسروں کو تسلی دیتا ہے پایا کہ وہ مجھے شوق دلا رہا ہے تیرے قرب کا یہاں تک میں اپنی جگہ سے اکتانے لگا- اخوان صدق کی ملاقاتوں سے میں اکتا گیا ہوں اور میں نے ان کی طرف سے اپنی نگاہ اور زبان پھیر لی ہے- اور ان سے نگاہ نیچی کرنا تسلی بخش ہے البتہ میں تجھے ایسے ہی دیکھتا ہوں

جیسے تمام جہات مجھے دیکھتی ہیں۔‘‘(۱)

انتہی الکتاب

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن

حیدرآباد، دکن

۱۔ان اشعار کے قائل اور الفاظ دونوں میں پیچیدگی ہے، کسی نے ابوالفارس کرمانی اور کسی نے محمد بن داؤد کی طرف ان کا انتساب کیا ہے۔ راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشعار ابوبکر سمنون صوفی کے ہیں۔ بہت سے مصنفین نے ایسے لفظوں کے ساتھ ان کو نقل کیا ہے جس سے مفہوم کی یکسانیت ختم ہوگئی مندرجہ ذیل اشعار سے اس کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

کانَ رَقیباً مِنکَ یَرعَی خواطِری = و آخرُ یَرعَی نَاظِری ولسانی

فما نَظرَت عینایَ بعدکَ منظراً = لعمرکَ إلاَّ قُلتَ: قَدرمقانی

وَ لا بَدَرَت مِن فِیَّ بَعدَکَ لَفظَۃ = لِغیرکَ إلاَّ قُلتَ: قَدرمقانی

وَ لا خَطَرَت فِی ذِکرِ غیرکَ خَطرَۃٌ = علی القَلبِ إلاَّ عَرجَابعنانی

وَ فتیان صِدقٍ قدسمِعتَ کَلامھُم = و عُقِّفَ عَنھُم خاطِری و جِنانی

وَ ما الدَّھرُ أَسلاً عنھُم غیرَ أَنَّنی = أَراکَ علی کل الجھاتِ ترانی

تیرا ایک رقیب میرے دل کی نگرانی کرتا ہے اور دوسرا میری نظر اور زبان کی۔ چنانچہ میری آنکھوں نے تجھے دیکھنے کے بعد کوئی ایسا منظر نہیں دیکھا۔ تیری عمر کی قسم مگر میں نے یہی کہا کہ اس نے مجھے چمکا دیا۔ اور میری زبان سے تیرے بعد کسی اور کے لیے کوئی لفظ نہیں نکلا مگر میں نے یہی کہا ہو کہ اس نے مجھے مشہور کردیا۔ اور میرے دل میں تیری یاد کے علاوہ کسی کی یاد نہیں آئی، مگر میں پوری توجہ سے اسی پر قائم رہا۔ اخوان صدق کی باتوں کو تو نے سنا ہی ہے، میرے دل وجاں ان سے محفوظ ہیں۔ زمانے کو ان سے تسلی نہیں ہے لیکن میں تجھے ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے تمام جہتوں سے تو مجھے دیکھتا ہے‘‘۔ [دیکھئے محمد علی بکری شافعی، دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین، باب المراقبہ، ۲۶۰/۱۔ ابن رجب حنبلی، کلمۃ الاخلاص، ص:۴۱۔ ابوبکر خطیب بغدادی، تاریخ بغدادی، ۹/۲۳۶۔ وغیرہ۔